January 2023

ماہنامہ

علمیت

لاہور

چیف ایڈیٹر: احمد علی

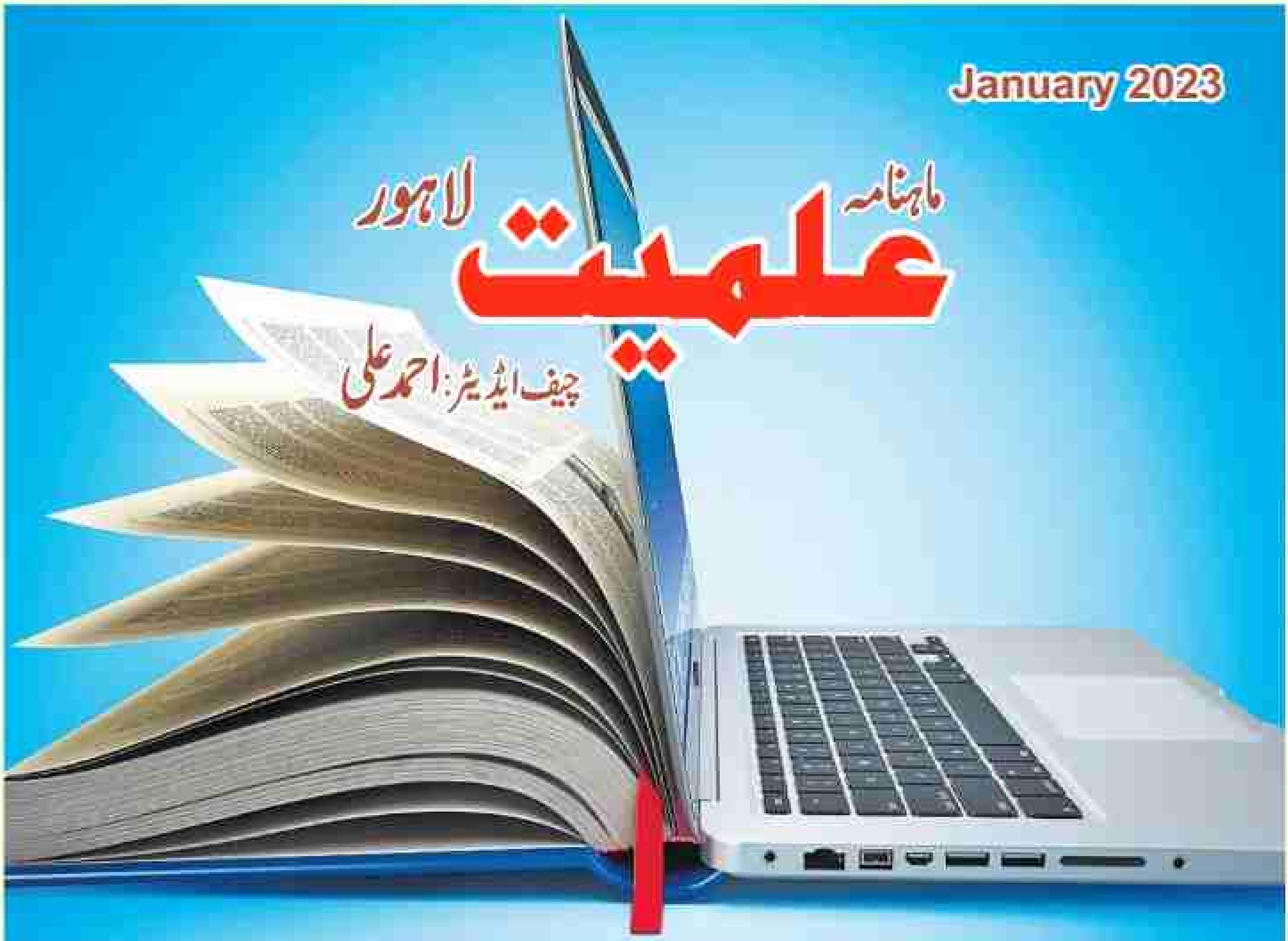

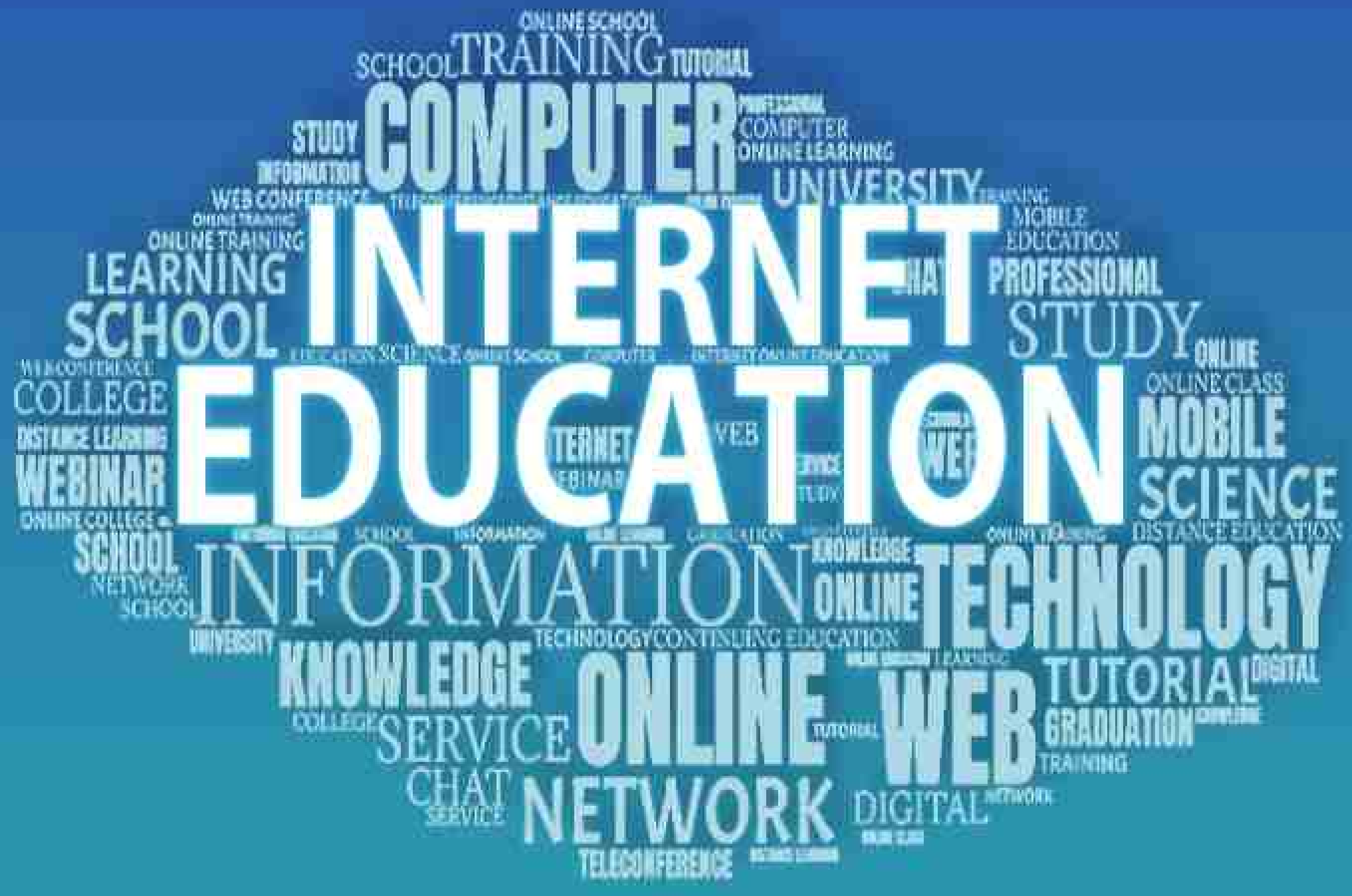

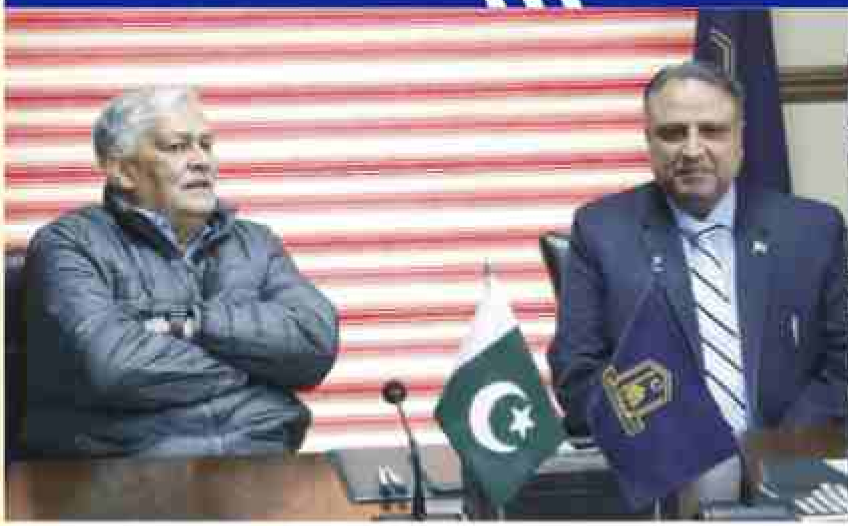

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس اسلام آباد کے زیر اہتمام دیرپا معاشی ترقی کے لیے اصلاحاتی ایجنڈے کے موضوع پر سیمینار میں وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب، وائس چانسلر پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس اسلام آباد پروفیسر ڈاکٹر ندیم الحق، صدر بہاولپور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری چوہدری ذوالفقار علی مان اور دیگر شریک ہیں

وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب اور وائس چانسلر پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس اسلام آباد پروفیسر ڈاکٹر ندیم الحق مفاہمتی یادداشت پر دستخط کر رہے ہیں

کمشنر بہاولپور راجہ جہانگیر انور، وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب، وائس چانسلر پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس اسلام آباد پروفیسر ڈاکٹر ندیم الحق اور دیگر شرکاء کے ہمراہ گروپ فوٹو

پاکستان میں شعبہ تعلیم کا ترجمان
ماہنامہ
Monthly ILMIAT Lahore
علمیت لاہور
جلد نمبر 06 شمارہ نمبر 02 جنوری 2023ء
Monthlyilmiat@gmail.com www.ilmiatonline.com facebook.com/ilmiat

چیف ایڈیٹر: احمد علی عتیق
ایسوسی ایٹ ایڈیٹر: نوال احمد

مجلس ادارت

میاں عمران مسعود — عباس تابش
پروفیسر محمد شریف — مرزا کاشف
چوہدری افتخار احمد — زاہد علی خان

قانونی مشیران: سعدیہ سعید آرائیں ایڈووکیٹ/ عدنان شاہد ایڈووکیٹ

نمائندگان

محمد زین العابدین......میانوالی — مزمل شبیر......بہاولپور
مظفر اقبال......لودھراں — عمیر اشرف......لاہور

گرافکس ڈیزائنر: محمد سعید یعقوب

فہرست مضامین

حمد و نعت — 04
اداریہ — 05
اظہار تعزیت — 07
سیلاب زدہ علاقوں میں تعلیمی سرگرمیوں کی بحالی — 08
اعلیٰ تعلیم کا نصابی فریم ورک — 11
پاکستان میں تعلیم بالغاں کا نصاب — 16
پوسٹ گریجویٹ کانفرنس — 18
لاہور کالج ویمن یونیورسٹی کا کتاب میلہ — 20
ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی میں استقبالیہ تقریب — 22
ڈاکٹر محمد اقبال ظفر مرحوم کا تعزیتی ریفرنس — 25

برائے رابطہ
56۔لارنیکس کالونی گرڈ سٹیشن ایکسٹینشن II نزد ڈانڈیا پھاٹک مغل پورہ روڈ، گڑھی شاہو، لاہور
0333-4969330
0300-8878410
قیمت فی شمارہ: 150/-
زر تعاون سالانہ: 1800/-
احمد علی پبلشر نے پرنٹر انتخاب جدید پریس سے چھپوا کر 56 لارنیکس کالونی گرڈ سٹیشن ایکسٹینشن II مغلپورہ روڈ گڑھی شاہو لاہور سے شائع کیا

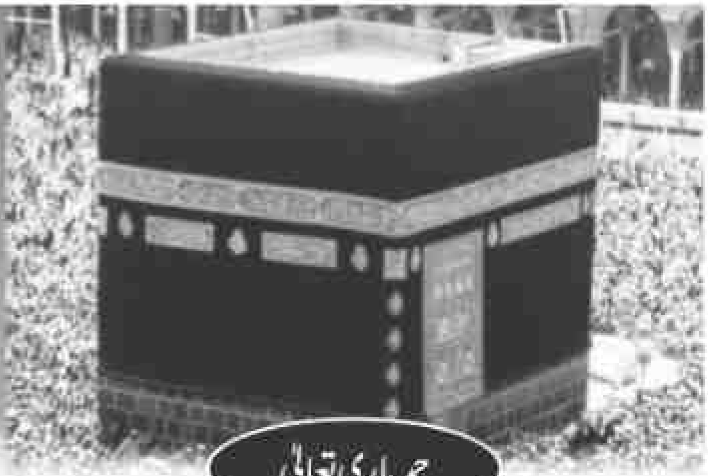

حمد باری تعالیٰ

جہاں تلک بھی نظر جائے تو دکھائی دے
ترا ہی جلوہ مجھے کو بہ کو دکھائی دے

ہر ایک سوچ تری جستجو میں سر گرداں
ہر ایک دل میں تری آرزو دکھائی دے

گلی گلی میں ترے جلوہ ہائے بے پایاں
ہر ایک گُل میں ترا رنگ و بو دکھائی دے

نہیں ہے دشت وجبل پر ہی حکمرانی تری
تری خدائی لب آبجو دکھائی دے

زبانِ حال سے گویا ہے حُسنِ موجودات
یہ کائنات تری گفتگو دکھائی دے

ترے ہی حکم سے اے خالقِ زمان و مکاں
رگوں میں دوڑتا پھرتا لہو دکھائی دے

اُسی کی ذات کا پر تو ہیں دو جہاں خورشیدؔ
اُسی کی ذات مجھے چار سو دکھائی دے

مرزا خورشید بیگ میلسوی

نعت رسول مقبول ﷺ

خیال و فکر کا محور ، ترا جمالِ نظر
ہر ایک سوچ سے بڑھ کر ترا جمالِ نظر

ترے جمالِ نظر سے رو وفا روشن
محبتوں کا سمندر ، ترا جمالِ نظر

خدا کی ذات کا پرتو ہے تیریؐ ذاتِ جمیل
اُسی کے حُسن کا مظہر ترا جمالِ نظر

ہر اک نگاہ میں تیریؐ نظر کی تابانی
ہر ایک دل میں فزوں تر، ترا جمالِ نظر

ترا جمالِ نظر ماہ تاب کی زینت
دلیلِ مہرِ مُنوّر ، ترا جمالِ نظر

بہ روزِ حشر ہم ایسے سیاہ بختوں کو
بہت ہے شافعِ محشر ، ترا جمالِ نظر

قدم قدم پہ اندھیرے ہیں راہ میں حائل
قدم قدم پہ ہے رہبر ، ترا جمالِ نظر

وہی ہے انجم و خورشیدؔ و ماہ تاب صفت
ہوا ہے جس کو میسر ، ترا جمالِ نظر

مرزا خورشید بیگ میلسوی

بنیادی سہولتوں سے محروم بچے

کسی بھی ملک کی ترقی کا راز اُس کے تعلیمی نظام پر ہے۔ پاکستان میں تعلیمی پالیسیاں اور ڈھانچہ بڑا کمزور ہے۔ معیاری تعلیم ناممکن ہے۔ طبقاتی نظامِ تعلیم کی وجہ سے والدین اور بچے پریشان ہیں۔ موجودہ نظام میں اعلیٰ اور معیاری تعلیمی اداروں کے بچے آگے نکل جاتے ہیں۔ والدین اور حکومت کی عدم دلچسپی کی وجہ سے 25 ملین بچے سکولوں سے باہر ہیں۔ ریاست کا فرض ہے کہ ہر بچے کی تعلیم کے حصول کو یقینی بنائے۔ جو بچے سکول نہیں جاتے اُن کی رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ اُن کے سکولوں میں داخلے کو یقینی بنایا جائے۔ جب تک تمام بچوں کے داخلے کو ممکن نہیں بنایا جائے گا۔ ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔ بنیادی تعلیم سے محروم بچوں کے لئے ہمیں مثبت پالیسیاں بنانی چاہیئں۔

اکنامکس سروے 2022ء کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی شرح خواندگی 62.8 فیصد ہے جبکہ دیہی علاقوں میں 54 فیصد اور شہری علاقوں میں 77.3 فیصد ہے۔ پاکستان میں چھ کروڑ بچے پڑھنے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ پنجاب میں شرح خواندگی 66.3 فیصد، سندھ میں 61.8 فیصد، کے۔ پی۔ کے میں 55.1 فیصد اور بلوچستان میں 54.4 فیصد ہے۔ پاکستان میں مردوں کی شرح خواندگی 72.5 فیصد اور عورتوں کی 51.8 فیصد ہے۔ 53 فیصد لڑکیاں اور 47 فیصد لڑکے سکول سے باہر ہیں۔

پاکستان میں گزشتہ تباہ کن سیلاب کی وجہ سے 20 لاکھ سے زائد بچے سکولوں سے باہر ہیں۔ وہ ابھی بحالی کے منتظر ہیں۔ 27 ہزار سکولوں کو جزوی طور پر نقصان پہنچا تھا۔ یونیسف کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان کے لاکھوں بچے انتہائی تکلیف دہ حالات کی وجہ سے تعلیم کی سہولت سے محروم ہیں۔ متاثرہ سکولوں کی بحالی کی جارہی ہے۔ تعلیم کے علاوہ ہو سکول کے بچوں کی صحت کی دیکھ بھال میں بھی کوتاہی ہوتی ہے۔ جس سے مدرسہ ترک کرنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ 50 فیصد بچے غذائی قلت کا شکار ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں حکومت دیہی ترقی پر خصوصی توجہ دے اور وہاں بنیادی سہولیات کا اہتمام کرے۔ بچوں کو صحت اور تعلیم کی سہولیات سے محروم نہ رکھا جائے۔

ادارہ

دیگر سرکاری محکموں اور محکمہ تعلیم میں جو لوگ پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر یا کالجوں میں لیکچرار بھرتی کئے جاتے ہیں۔ ان کو سروس میٹرز کے حوالے سے کوئی تربیت نہیں دی جاتی۔ جس کے باعث وہ کلرکوں کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ گرلز سکولوں کی اکثر ہیڈ مسٹریس انتظامی امور کی تربیت کے فقدان کے باعث انھوں نے دفتر اہلکاروں کے سپرد کیا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے سکولوں میں بڑی بے ضابطگی پائی جاتی ہے۔ اور خاص طور پر آڈٹ پیرا گرافس میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ گریڈ 17 میں بھرتی ہونے افسران کی تقرری سے قبل تربیتی کورس کرایا جائے۔ اس ضمن میں مینجمنٹ اینڈ پروفیشنل ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام یہ کورسز منعقد کرائے جاسکتے ہیں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اس دور میں فاصلاتی تعلیم کے ذریعے اور یوٹیوب کے ذریعے لیکچر بھی دیے جاسکتے ہیں۔ جس سے سروس کے پہلے دو تین ماہ میں استفادہ کر کے نئے افسران کی تربیت کی جا سکتی ہے۔ اس کورس میں رولز اف بزنس، فنانشل رولز سیکرٹریٹ مینوئل، فائل ورک اور نوٹنگ ڈرافٹنگ بھی شامل کی جاسکتی ہے۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ یہ کتابیں انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ دیگر محکموں کی طرح محکمہ تعلیم میں بھی سٹاف کی کمی ہے۔ سکولوں، کالجوں میں بہت سی آسامیاں خالی ہیں۔ جن کی تنخواہوں کا بجٹ موجود ہے۔ جس کی وجہ سے محکمہ پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔ اس لئے ان تمام آسامیوں پر بھرتی کا انتظام کیا جائے۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت نے پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن اور ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان کے چیئرمینز کا تقرر کر دیا ہے اور بالترتیب معروف ماہر تعلیم ڈاکٹر شاہد منیر اور ڈاکٹر مختار احمد کو متعلقہ اداروں کا چیئرمین مقرر کیا ہے۔ یہ اقدام محکمہ تعلیم کے لیے بڑا خوش آئند ہے۔

اس کے علاوہ دفاتر میں بدانتظامی کی بڑی وجہ درخواستوں، سرکاری مراسلات پر کارروائی، واجبات کی ادائیگی میں تاخیر، اے سی آر کی تکمیل میں غفلت کا رویہ ہے۔ سول سیکرٹریٹ مینوئل کے صفحہ 60 پر تمام قسم کے مراسلات اور کیسز کو نپٹانے کے کیے لئے وقت کی حد مقرر (Time Limit) کی گئی ہے۔ اگر محکمانہ سیکریٹری اور فیلڈ سٹاف اس ٹائم لمٹ کی پابندی کریں تو دفتری کاموں میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ دیکھا گیا ہے۔ کہ دوران ملازمت وفات پاجانے والے ملازمین کے بچوں کو سروس رولز کے سیکشن 17A کے ملازمت دینے میں لعت ولعل سے کام لیا جاتا ہے۔ مرحوم سرکاری ملازمین کے ورثا کی مالی مشکلات کے حل کے لیے یہ معاملہ ارباب اختیار کی توجہ کا متقاضی ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ سرکاری دفاتر میں کمپیوٹر کا استعمال کافی فروغ پاچکا ہے۔ مگر عوام کی سہولت کے لئے اس میں مزید توسیع کی ضرورت ہے۔ تاکہ عوام اپنی درخواستوں پر ہونے والی پیشرفت سے آگاہ ہوسکیں۔ اس ضمن ہر محکمہ کے آئی ٹی سیکشن کو فعال بنا کر عوام کو سہولت فراہم کی جاسکتی ہے۔ سکولوں کالجوں کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کے لیے انتظامی افسران کے ہر سکول کی سال میں ایک دوسرپرائز وزٹ کو یقینی بنایا جائے۔ اس کے علاوہ سکولوں کے سالانہ معائنہ کی روایت کا احیا کیا جائے تاکہ ایک موثر نگرانی اور جواب دہی کا نظام عمل میں لایا جاسکے۔ مندرجہ بالا گذارشات میں جو معاملات زیر تحریر آئے ہیں۔ وہ وزراء تعلیم اور اعلیٰ افسران کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔

چیف ایڈیٹر: احمد علی

ضرورت نمائندگان

"ماہنامہ علمیت" لاہور کے لئے ملک کے تمام اضلاع سے تعلیم یافتہ اعزازی رپورٹرز کی ضرورت ہے جو ماہنامہ کے لیے تحریری مواد اور خبروں کی ترسیل کے لیے فعال کردار ادا کرسکیں۔ درخواستیں ای میل ایڈریس monthlyilmiat@gmail.com پر ارسال کریں۔

ملک کی تمام یونیورسٹیوں کے قابل صد احترام وائس چانسلرز، کالجز اور سکولوں کی پرنسپل صاحبان سے درخواست ہے کہ اپنے ادارے میں ہونے والے تقریبات کی خبریں اشاعت کے لیے مندرجہ بالا ای میل کے ذریعے ارسال فرمائیں۔ اس ضمن میں مزید گذارش ہے کہ پبلک ریلیشنز آفیسرز (PROs) کو خصوصی ہدایت کی جائے۔

ملک اکبر علی ارشد کی وفات پر اظہار تعزیت

پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر کے والد محترم ایک مختصر بیماری کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون) ان کا جنازہ نواب ٹاؤن سے ان کی رہائش گاہ سے اٹھایا گیا۔ جنازے میں سوگواران ایک کثیر تعداد نے شرکت کی جن میں سیاسی، سماجی اور تعلیمی شخصیات شامل تھیں۔ ملک اکبر علی ارشد کا تعلق محکمہ تعلیم سے تھا۔ ادارہ تعلیم و تحقیق کی فیکلٹی اور ملازمین نے اپنے تعزیتی اجلاس میں گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

جناب ملک اکبر علی ارشد ایک علمی و ادبی شخصیت تھے۔ وہ پاکستان کے وجود میں آنے پر محکمہ تعلیم میں استاد کی حیثیت سے بھرتی ہو گئے۔ آپ کے والد کا پیشہ زراعت تھا۔ یہ خاندان شرقپور شریف کے قریب ہجووال میں رہائش پذیر تھا۔ ان کا قصبہ ہمیشہ سیلاب کی زد میں رہتا۔ یہ گاؤں ملک اکبر علی کے جد امجد کے نام سے منسوب تھا۔ 1896 میں جناب ملک اکبر ارشد کے اجداد ہجرت کر کے پتوکی کے قریب آباد ہو گئے اور زرعی زمین بھی یہیں الاٹ ہو گئی۔ ملک اکبر علی کے بزرگوں نے اس قصبے کا نام بھی ہجوال رکھ دیا۔ جناب ملک اکبر ارشد نے لکھرا ایلیمنٹری نارمل سکول سے ای وی کا امتحان پاس کیا۔ ملک صاحب اردو اور فارسی دونوں زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ آپ خوش پوش اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ علمی اور ادبی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنے طلبا میں مطالعہ کی عادت ڈالتے تھے۔ ملک اکبر علی نے گھر میں ایک لائبریری بنا رکھی تھی۔ انہوں نے پرانے اخبارات، کتب اور جرائد بڑے شوق سے سنبھال رکھے تھے۔ آپ کو اردو زبان سے بچپن سے ہی شغف تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر کی تعلیم و تربیت میں انہوں نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ڈاکٹر رفاقت میں کتب بینی کا شوق پیدا کرنے میں گھریلو لائبریری نے اہم کردار ادا کیا۔ جناب ملک اکبر علی آخری ایام میں اپنے گھر لاہور نواب ٹاؤن میں مقیم تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ادارہ علمیت کے منتظمین چیف ایڈیٹر احمد علی عتیق اور پروفیسر ملک محمد شریف، ڈاکٹر مصباح ملک، اقبال چاند، ڈاکٹر پروفیسر رفاقت علی اکبر اور اہل خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

سیلاب زدہ علاقوں میں تعلیمی سرگرمیوں کی بحالی ۔۔۔ ایک چیلنج

پاکستان کو اپنی تاریخ کے بدترین سیلاب کا سامنا پڑا ہے۔ اس آفت کے آنے سے قبل پاکستان کی معیشت اور ملک کا تعلیمی نظام کرونا وبا کے اثرات سے باہر نکلنے میں کوشش کر رہا تھا اور تعلیمی نظام معمول کے مطابق اپنے تعلیمی سال کا آغاز کر چکا تھا کہ اس سیلاب نے ملک کی معیشت اور تعلیمی نظام کو دوبارہ مشکلات سے دوچار کر دیا۔ اس آفت میں تجارت کے نقصان اور انفراسٹرکچر کی تباہی اور فصلوں کی بربادی بھی شامل ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ سیلاب زدہ علاقے کے سکولوں کو ریلیف کیمپوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے جس سے تعلیم و تدریس کا نظام معطل ہو کر رہ گیا ہے اس کے علاوہ اس کے علاوہ سیلاب کی وجہ سے معمول کی تعلیمی سرگرمیاں معطل ہوئی ہیں جس سے تعلیمی سال کا کا کا شیڈول بھی متاثر ہوا ہے۔ سیلاب میں تدریسی میٹیریل اسکولوں کا ریکارڈ اور طلبہ کے گھروں میں رکھی ہوئی کتابیں بھی پانی میں بہہ گئی ہیں اس لئے ان علاقوں میں تعلیمی سرگرمیوں کا معمول کے مطابق آغاز ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ جس میں ہمیں تباہ شدہ سکولوں کی تعمیر اور نقصان دہ عمارتوں کی مرمت اور نئے تدریسی مواد کی فراہمی جیسے اقدامات کرنے ہوں گے اس کے علاوہ کتب کے علاوہ گھر سے بے گھر ہونے کی وجہ سے طلبہ کو جنت سیاحتی مسائل اور ذہنی دباؤ کا سامنا ہے اس سے بھی انہیں نکالنے کی طرف توجہ دینی ہوگی۔

نقصان کے ابتدائی تخمینے کے مطابق اٹھارہ ہزار پانچ سو نوے سکول یا تو تباہ ہو گئے ہیں یا ان کو شدید نقصان پہنچا ہے اس کے مطابق صوبہ سندھ میں 15 ہزار 842 سکول بلوچستان میں 544 سکول پنجاب میں 1180 سکول اور اور کے پی کے میں 1024 سکولوں کو نقصان پہنچا ہے۔ اطلاعات کے مطابق پانچ ہزار 5495 چھولوں کو بطور ریلیف کیمپس استعمال کیا جا رہا ہے ابھی تک بارشوں کا سلسلہ جاری ہے اور کچھ سکول ابھی تک زیر آب ہیں اس لیے ان میں معمول کی پڑھائی کا شروع ہونا سر دست ناممکن ہے۔

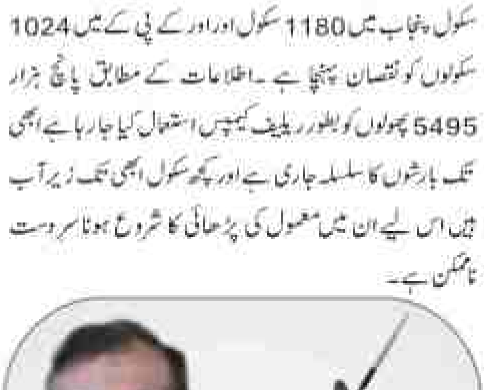

تقریباً 16 ملین متاثرہ بچوں میں سے زیادہ تر بے گھر ہیں، پینے کے صاف پانی تک رسائی سے محروم ہیں، اور غیر محفوظ حالات میں رہ رہے ہیں۔

سیلاب نے 18000 سے زائد سکولوں کو بھی مکمل یا جزوی طور پر تباہ کر دیا ہے۔ سب سے زیادہ متاثرہ صوبہ سندھ میں صرف 16000 سکول تباہ ہو چکے ہیں۔ مزید 5500 اسکول سیلاب سے بے گھر ہونے والے خاندانوں کے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ ہزاروں کلومیٹر سڑک اور درجنوں پل تباہ ہو چکے ہیں، جس سے سکولوں اور ہسپتالوں تک رسائی میں مزید رکاوٹ ہے۔ سیلاب شروع ہونے سے پہلے ہی پاکستان کو تعلیمی ایمرجنسی کا سامنا تھا، ملک بھر میں 5 سے 16 سال کی عمر کے 8.22 ملین سے زیادہ بچے اسکول نہیں جاتے تھے۔

پاکستان کا شمار ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں موسمیاتی تبدیلیوں کا سب سے زیادہ خطرہ ہے۔ جب کہ موسمیاتی تبدیلیوں سے سیلاب کے موضوع پر تحقیق جاری ہے، پاکستان کو عالمی اوسط سے کافی زیادہ گرمی کی شرح کا سامنا ہے، جس کی وجہ سے انتہائی موسمیاتی تبدیلی کے واقعات بار بار اور شدید ہوتے ہیں۔ یہ واقعات خاص طور پر پسماندہ اور خطرے سے دوچار آبادی کے لیے خطرہ ہیں جس میں خاص طور پر بچے شامل ہیں۔ یونیسیف کا چلڈرن کلائمیٹ رسک انڈیکس پاکستان کو ایشیا میں اس ملک کے طور پر درجہ بندی کرتا ہے جہاں بچوں کو سب سے زیادہ خطرہ ہے۔

لیکن اس تباہی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ سیلابی پانی کی وجہ سے ہونے والے نقصانات کی اکثریت ان عمارتوں کی تھی جو پہلے کبھی پہلے بھی نقصان سے دوچار نہیں ہوئی تھیں۔ مثال کے طور پر، بڑے ہوٹل اور پوری آبادیاں جو ندیوں کے ساتھ تعمیر کی گئی تھیں ۔بہت سے معاملات میں وہ مقامات جو 2010 کے سیلاب سے متاثر ہوئے تھے۔ 2010 سے سبق سیکھنے کے بجائے ان ڈھانچے کو تعمیر کرنے دیا گیا۔ قصور صرف تعمیراتی کمپنیوں یا افراد کا ہی نہیں بلکہ مقامی حکومتوں کا بھی ہے جنہوں نے اس غیر قانونی سرگرمی کی نگرانی یا ان کو کنٹرول نہیں کیا۔

مستقبل کے خطرات

اگلی آفت جس کے بارے میں پاکستان کو فکر مند ہونا چاہیے وہ اگلے سال کی مون سون کی بارشیں نہیں، یہ وہ بحران ہے جو اس سال کے سیلاب کے بعد آئے گا۔ ماہرین خوراک کی عدم تحفظ، صحت عامہ کا خوفناک خواب، بڑے پیمانے پر داخلی نقل مکانی، اور پہلے سے زیادہ پھیلے ہوئے شہری مراکز کی طرف زیادہ ہجرت کے امکانات کا اندازہ لگاتے ہیں۔

اگر صنعتی ممالک ذمہ داری نہیں لیتے اور موسمیاتی تبدیلیوں سے نمٹنے کے لیے تبدیلیاں نہیں کرتے تو موسمیاتی لچک ممکن نہیں ہو گی۔ گلوبل نارتھ۔ گلوبل ساؤتھ بیانیہ نے گلوبل ساؤتھ کے ممالک پر بدعنوانی کی وجہ سے موسمیاتی تبدیلی سے لڑنے میں ناکام ہونے کا الزام لگایا ہے۔ اگرچہ یہ غلط نہیں ہے بدعنوانی کسی بھی قسم کی ترقی کے لیے ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے بیانیہ موسمیاتی تبدیلی اور دنیا بھر میں اس کے اثرات سے نمٹنے کے دوران گلوبل نارتھ کے ممالک کی ذمہ داری لے لیتا ہے۔ اگر یہ جھوٹا بیانیہ جاری رہا تو ہمیں مزید آفات کی توقع کے لیے تیار رہنا چاہیے جیسا کہ پاکستان اس وقت سامنا کر رہا ہے۔ اور اگر گلوبل نارتھ ریاستیں اپنے رویے کو تبدیل نہیں کرتی ہیں، تو وہ کم از کم امدادی امداد کو ختم کر سکتی ہیں۔

عطیہ دہندگان کی امداد صرف امدادی ڈالر کی شکل میں ایک خالی چیک نہیں ہونی چاہیے، بلکہ موسمیاتی تبدیلیوں کے مطابق ڈھالنے اور مستقبل کی آفات کو کم کرنے کے لیے نظام کو بہتر بنانے کے لیے تکنیکی مدد پر تعاون بھی ہونا چاہیے، جو یقینی طور پر زیادہ شدت کے ساتھ مستقل بنیادوں پر ہوتی رہیں گی۔ اس مقصد کے لیے پاکستان کو موسمیاتی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ڈیزاسٹر پلاننگ اور مینجمنٹ کے حوالے سے بھی اپنے نظام اور پالیسیوں میں تبدیلیاں کرنے کا عزم کرنا ہوگا۔ تاہم، اس کے لیے پاکستانی ریاست کی جانب سے اہم سیاسی عزم کی ضرورت ہوگی، کیونکہ یہ کوششیں آسان حل نہیں ہوں گی۔

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گوتیرس نے کہا، "پاکستانی عوام سٹیرائڈز پر مانسون کا سامنا کر رہے ہیں۔ بارشوں اور سیلاب کی سطح کے مسلسل اثرات" کے طور پر انہوں نے ملک کے لیے 160 بلین ڈالر کی امداد کی اپیل کی۔ انہوں نے سخت وارننگ بھی جاری کی: "آج پاکستان ہے، کل یہ آپ کا ملک ہو سکتا ہے۔"

چیف آف آرمی سٹاف جنرل قمر جاوید باجوہ سیلاب زدہ علاقہ کے دورہ کے موقع پر سیلاب متاثرین سے بات چیت کر رہے ہیں۔

سیلاب سے متاثرہ بچوں کی تعلیمی اور تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فنڈنگ ابھی تک محدود ہے۔ بے گھر لوگوں کو گھر ٹھہرانے کے لیے اسکولوں کا استعمال تعلیم اور سیکھنے کے لیے ان کے استعمال میں رکاوٹ ہے۔ کچھ اسکولوں کے زیر آب آنے سے نقصانات کا مکمل اندازہ لگانے اور اسکولوں اور تعلیمی مراکز کی بحالی کو روک دیا گیا ہے۔

پاکستان اس وقت دنیا کی بدترین ماحولیاتی آفات میں سے ایک کا سامنا کر رہا ہے۔ ملک کا ایک تہائی حصہ زیر آب ہے۔ 1325 سے زیادہ افراد ہلاک اور 33 ملین متاثر ہوئے ہیں۔ تازہ ترین اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ 1600 سے زیادہ زخمی ہوئے ہیں، 325000 گھر تباہ ہوئے ہیں، 735000 مویشی ضائع ہوئے ہیں اور 20 لاکھ ایکڑ فصلوں کو نقصان پہنچا ہے۔ اٹلانٹک کونسل کے عزیر یونس اور ماہر اقتصادیات عمار خان کے ایک موٹے جائزے کے مطابق سڑکوں، گھروں، مویشیوں اور فصلوں کو براہ راست نقصان 3 بلین ڈالر سے زیادہ ہے، جو کہ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کے لیے ایک بہت بڑی رقم ہے۔

یہ امر خوش آئند ہے کہ جن علاقوں سے سیلاب کا پانی اتر چکا ہے وہاں زندگی آہستہ آہستہ معمول پر آ رہی ہے۔ سول محکمے اور پاکستان کی مسلح افواج ریلیف اور بحالی کے کام میں مصروف ہیں۔ پنجاب میں متاثرہ علاقوں کے سکولوں میں پڑھائی شروع ہو گئی ہے مگر

سیلاب زدہ علاقہ میں پاک فوج کے میڈیکل کیمپ میں مریضوں کا معائنہ کیا جا رہا ہے۔

سکولوں کی عمارتوں کو جزوی طور پر یا مکمل طور پر نقصان پہنچا ہے۔ جس کی بحالی کے لیے ابتدائی طور پر نو عرب روپے درکار ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا اور سندھ میں بھی جزوی طور پر سکولوں میں پڑھائی شروع کر دی گئی ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن (ایچ ای سی) اور پاکستان کی یونیورسٹیوں نے ملک کے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کی فوری، وسط مدتی اور طویل مدتی امداد کے لیے اپنے وسائل کو مزید متحرک کرنے کا عہد کیا ہے۔

پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کے آن لائن اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے چیئرمین ایچ ای سی ڈاکٹر مختار احمد نے ان یونیورسٹیوں کو سراہا جنھوں نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں لوگوں کی فوری امداد کے لیے پہلے ہی اقدامات کیے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان کے اعلیٰ تعلیم کے شعبے نے ہمیشہ قدرتی آفات کے چیلنجز کا جواب دیا ہے، چاہے وہ 2005 کا زلزلہ ہو، 2010 کا سیلاب ہو، اندرونی طور پر بے گھر افراد (IDPs) کا مسئلہ ہو یا اسی طرح کے دیگر حالات۔

چیئرمین نے یونیورسٹی کی قیادت پر زور دیا کہ وہ اپنی کوششوں کو فوری، وسط مدتی اور طویل مدتی منصوبوں میں تقسیم کریں۔ "میں جانتا ہوں کہ بہت سی یونیورسٹیاں پہلے ہی یہ کام کر رہی ہیں لیکن میں اس بات پر زور دوں گا کہ متاثرہ لوگوں کو خوراک، کپڑوں اور رہائش کی فراہمی ہماری اولین ترجیح ہونی چاہیے، اس کے بعد میڈیکل یونیورسٹیوں کی طرف سے میڈیکل کیمپوں کے ساتھ ساتھ زراعت، انجینئرنگ اور متعلقہ خدمات کی فراہمی بھی شامل کی جائیں گی۔ ویٹرنری یونیورسٹیاں وغیرہ۔

ڈاکٹر مختار نے مسائل کی بہتر شناخت اور ان کے حل کے لیے کی یونیورسٹیوں کے درمیان مضبوط تعاون پر زور دیا، اور خوراک کی حفاظت، صحت اور غذائیت، لائیوسٹاک (بشمول ماہی گیری اور پولٹری) اور انفراسٹرکچر کے لیے یونیورسٹی کے کلسٹر قائم کیے جائیں۔

اجلاس کے شرکاء کے درمیان اس بات پر اتفاق رائے پایا گیا کہ کسی بھی یونیورسٹی کے طالب علم کو جو متاثرہ علاقوں سے تعلق رکھتا ہے، کو تعلیم کے حق سے محروم نہیں کیا جانا چاہیے کیونکہ وہ فیس ادا کرنے سے قاصر ہے۔ یونیورسٹی کے سربراہان پر زور دیا گیا کہ وہ مستحق طلبہ کی ٹیوشن اور ہاسٹل فیس کو موخر کریں تاکہ ان کی پڑھائی میں کوئی خلل نہ پڑے۔

ایچ ای سی کی طرف سے یونیورسٹیوں سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ وہ اپنے ملازمین کی کم از کم ایک دن کی تنخواہ سیلاب سے نجات کے لیے دیں، جو ملازمین کی رضامندی سے مشروط ہو سکتی ہے خاص طور پر جو لوگ نچلے درجات میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اجلاس کو یہ بھی بتایا گیا کہ ایچ ای سی میں عطیات کی وصولی اور ملک بھر میں سیلاب سے متاثرہ افراد کی مستقل بحالی کے لیے لائیو آؤٹ شدہ اکاؤنٹ قائم کیا جائے گا۔

مختلف صوبوں کے متعدد وائس چانسلرز نے سیلاب متاثرین کے لیے اپنی جاری سرگرمیوں کو شیئر کیا اور دیگر یونیورسٹیوں کے سربراہان کے ساتھ اپنا کردار ادا کرنے کے مختلف امکانات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے ایچ ای سی کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے درمیان بہتر ہم آہنگی کے لیے یہ قدم اٹھایا۔

وفاقی وزیر تعلیم رانا تنویر حسین اور چیئرمین ایچ ای سی ڈاکٹر مختار احمد سیلاب اور یونیورسٹیوں کا کردار کے حوالے سے اجلاس میں شریک ہیں۔

اعلیٰ تعلیم کا نصابی فریم ورک

یہ مضمون جناب ملک محمد حسین نے وفات سے چند روز پہلے ادارہ علمیت کو بھیجا

علم کا حصول تمام مسلمان عورتوں اور مردوں پر فرض کیا گیا ہے۔ اسلامی تہذیب وتمدن میں تحصیل علم ایک ایسی سرگرمی ہے جو ساری زندگی جاری رہتی ہے۔ علم کا حصول اگرچہ جملہ مسلمانوں کے لئے ایک فریضہ کی حیثیت رکھتا ہے لیکن تمام علوم کا حصول فرض کے دائرے میں نہیں آتا۔ علم کا وہ حصہ جو ایک مسلمان کی حیثیت سے کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے، فرض عین کا درجہ رکھتا ہے جبکہ اس سے زائد علم یا اس کے کسی جزو کا حصول فرض کفایہ ہے اور معاشرے کی ضروریات کے مطابق بعض افراد معاشرہ اگر اس کا اکتساب کرلیں تو فرض کی ادائیگی مکمل تصور ہوگی۔ ان تصریحات کے مطابق اعلیٰ تعلیم فرض کفایہ کا درجہ رکھتی ہے اور تمام افراد معاشرہ اعلیٰ تعلیم کا حاصل کرنے کے مکلف نہیں ہیں۔

جامعات اعلیٰ تعلیم دینے کی خاطر قائم کی جاتی ہیں۔ انسانی معاشرے میں جامعہ کا کردار ایک گائیڈ پوسٹ کے کردار کی مانند ہے، جو قوم کو اعلیٰ سے اعلیٰ تر منازل کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ انہیں حاصل کرنے کا راستہ بھی مہیا کرتی ہیں اور تہذیب وتمدن میں نکھار پیدا کرتی ہیں۔ مسائل ومشکلات کو حل کرنے کے لئے لوازمات مہیا کرتی ہیں اور تحقیق وترقی کی راہیں پیدا کرتی ہیں۔ تلاش وجستجو اور اجتہاد کی مہمیز دینے کے ساتھ ساتھ اس کی نشوونما کرتی ہیں اور زندگی کو نئی جہتوں سے آشنا کرتی ہیں۔ جامعات جمود کی ضد اور تعمیر تغیر کا نشان ہوتی ہیں۔ کسی معاشرے کی ترقی کی رفتار اور اس کی ذہنی فکری

پروفیسر ملک محمد حسین (مرحوم)

اور روحانی صحت مندی کا انحصار اعلیٰ تعلیم کے ان مراکز پر ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ معاشرے کی زندگی کا انحصار علم پر اور علم کے تومندی کا انحصار جامعات کے متحرک کردار پر ہے۔ اسلام کے نام پر بننے والی ریاست پاکستان کو ریاست مدینہ کی طرز پر تعمیر کے لئے اعلیٰ تعلیم کردار اور جامعات کا نصاب خصوصی توجہ چاہتا ہے۔

اعلیٰ تعلیم کی فلسفیانہ بنیادیں:

فلسفیانہ نقطہ نگاہ کے مطابق اعلیٰ تعلیم کی دو مختلف بنیادیں ہیں۔ پہلے نقطہ نگاہ کے مطابق اعلیٰ تعلیم کا جواز یا جامعات کے تعلیمی پروگراموں کی بنیاد علم برائے علم کی بنیاد پر ہے۔ اعلیٰ تعلیم کے جواز اور نوعیت کی دوسری بنیاد سیاسی بنیاد ہے۔ پہلے نقطہ نگاہ کے مطابق جامعات اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کا قیام محض علم برائے علم کی بنیاد پر عمل میں لایا جاتا ہے۔ اس میں تہذیبی تعصبات قومی ضروریات وترجیحات نظریاتی اقدار اور انفرادی خواہشات کا منہاج تعلیم میں کوئی عمل دخل (Cultural Biases) یعنی اقدار Value Free نہیں ہوتا۔ تحقیق اور تحصیل علم، بذات خود ایک اعلیٰ قدر کے طور پر سرانجام پاتا ہے۔ یہ سارا عمل ہی قید سے آزاد ہوتا ہے۔ دوسرا نقطہ نگاہ یعنی جامعات اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کا سیاسی فلسفہ کی بنیاد پر قیام اس امر کا متقاضی ہوتا ہے کہ حصول علم اور تحقیق وترقی علم قومی ضروریات اور قومی ترجیحات کے تابع ہو۔ معاشی اور معاشرتی مسائل حل کرنے میں ممدومعاون بنے قومی تفاخر میں اضافہ کرے، سائنس اور ٹیکنالوجی کے لئے ترقی کی راہیں کھولے اور قومی کی برادری میں سرفرازی کا باعث بنے۔ یہ نقطہ نگاہ اقدار کی قید سے آزاد نہیں ہوسکتا۔ اس میں قومی نظریہ حیات اور معاشرتی اقدار اہم رول ادا کرتی ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی ایک متعین جہت میں ہوتی ہے اور یہ قومی و بین الاقوامی روابط پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

اعلیٰ تعلیم کی یہ دونوں فلسفیانہ بنیادیں مطلق انداز میں نا ممکن ہیں اور نہ پسندیدہ۔ ان دونوں نقطہ ہائے نگاہ کا ایک حسین امتزاج Valid بنیاد ''علم'' کو کوئی قابل اعتبار Epistomoligical ہی اعلیٰ تعلیم کو ایک صحت مند رخ عطا کر سکتا ہے۔ (معیار کار) عطا نہیں کر سکتی۔ حقیقت کی تلاش اور حقیقت مطلقہ کے مطابق حاصل شدہ علم کی پرکھ اس لئے Criterion کا علم، اہل علم کے پاس نہیں (Absoluet Realty) ایک لاینحل مسئلہ رہتی ہے کیونکہ اس نظریہ کے مطابق حقیقت مطلقہ ہوتا۔ لہذا وہ روشنی کی تلاش جہالت کے اندھیروں سے کرنے میں سرگرداں رہتے ہیں۔ خالص سیاسی بنیادوں پر علم کی تشکیل و جستجو بھی کلی طور پر مستحسن نہیں ہے، اس سے محدود اور متعصب نظریات جنم لیتے ہیں۔ گروہی اور بین الاقوامی تضادات میں اضافہ ہوتا ہے اور علم ایک بے رحم ہتھیار کے طور پر دہشت گردی اور استحصال کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں نقطہ ہائے نگاہ کا متوازن امتزاج اسلامی نظریہ تعلیم میں موجود ہے۔ اسلام انسان کو حقیقت مطلقہ کا علم دے کر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی روشنی عطا کر کے اسے قابل بناتا ہے کہ وہ اپنی تلاش و جستجو سے حاصل کئے ہوئے علم کو علم وحی کی آفاقی سچائی کی کسوٹی پر پرکھے اور اس کے حسن و قبح کا جائزہ لے کر علمی ترقی کو آگے بڑھائے اور اپنی علمی غلطیوں کا ادراک کر کے تلاش مسلسل کا جذبہ حاصل کرے۔ دوسری طرف اسلام ایک آفاقی نظریہ حیات ہے اور تمام انسانوں کو مخاطب کرتا ہے۔ اس میں محدود گروہی، نسلی، لسانی یا جغرافیہ پر مبنی قومی تعصبات کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اس لئے اس نظریہ حیات پر مبنی معاشرتی ترجیحات آفاقی ہوں گی۔ تحقیق اور ترقی کے ثمرات بھی پوری نوع انسانی کے لئے میسر ہوں گے۔ اسلامی نظریہ حیات اعلیٰ تعلیم کے لئے جو فلسفیانہ بنیاد فراہم کرتا ہے، وہ علمی بھی ہے اور سیاسی بھی، اس میں آفاقیت بھی ہے اور متعین سمت بھی۔ اسلامی معاشرے میں جامعات بنی نوع انسان کی انفرادی اور اجتماعی دونوں حوالوں سے مکمل نشوونما، تیز رفتار ترقی اور رب العالمین کی مکمل بندگی کی فلسفیانہ بنیاد پر ہوں گی۔ جامعات اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کی فلسفیانہ بنیاد ان کے نصاب تعلیم، ان اداروں کی سماجی زندگی اور ان کے انتظامی ڈھانچے کے لئے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

قرآن حکیم میں نبی اکرم ﷺ کے جو معلمانہ فرائض گنوائے گئے ہیں، ان میں تلاوت آیات، تزکیہ نفس کرنا، کتاب کی تعلیم دینا اور حکمت کی تعلیم دینا شامل ہیں، ہمارے خیال میں تعلیم کے یہ چار عناصر جہاں پورے نظام تعلیم کے لئے رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ وہیں اعلیٰ تعلیم یا جامعات کے تعلیمی پروگراموں کے لئے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ خاص طور پر حکمت کی تعلیم تو وہ عمل تعلیم ہے جس کا تعلق علم کے فہم کے ساتھ ساتھ تجزیہ، تحقیق، تفکر، تدبر، نئی راہوں کی تلاش و جستجو اور مسائل کے حل کے لئے اطلاع علم سے ہے۔ اسلامی معاشرے میں قرآن حکیم کی یہ بلیغ اصطلاح جامعات کا کردار متعین کرتی ہے۔ جامعات سے فارغ التحصیل نوجوان کو حکیمانہ طرز فکر اور حکیمانہ طرز عمل کا حامل نوجوان ہونا چاہیے۔

اگر ہم مسلمانوں کی علمی روایت کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو مسلم مفکرین، سائنسدان، اطباء، محدثین، فقہا اور علمائے دین حکمت کا بہترین مرقع نظر آتے ہیں۔ ان کے حکیمانہ طرز عمل کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص Broad base سطح تک تمام علوم میں دسترس رکھتے تھے۔ اور اپنے شعبہ میں حکیمانہ بصیرت کے لئے ضروری روشنی وہ اپنے سے حاصل کرتے تھے جو انھوں نے کسی شعبہ میں تخصص حاصل کرنے سے پیشتر حاصل کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی علمی روایت مختلف شعبہ ہائے علم کی یکجائی کی زیادہ قائل ہے۔

اسلام میں نظریہ کو توحید، اسلامی نظام حیات کے ہر پہلو میں رہنما نظریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ توحید باری تعالیٰ، وحدت کائنات، وحدت حیات اور وحدت علم کی متقاضی ہے۔ علوم کی موجودہ شعبہ جاتی تقسیم کائنات کا آفاقی فہم حاصل کرنے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ مسائل زندگی کو حکمت و بصیرت کے ساتھ حل کرنے کے لئے علوم و فنون کی موجودہ صورتحال سے دوچار علماء اور محققین عاجز نظر آتے اور (Multi Disciplinary) ہیں۔ اس لئے عصر حاضر کے اعلیٰ تعلیمی ادارے اپنے تعلیمی پروگراموں کی کثیر شعبہ جاتی اپروچ کے مطابق از سر نو تشکیل کر رہے ہیں۔ علم کی دنیا میں عصر حاضر کا یہ نیا (Inter Disciplinary) بین شعبہ جاتی رجحان اسلامی علمی روایت کی طرف مراجعت قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسلامی تہذیب وتمدن میں ''حکمت'' اور حکیمانہ رویے کا جو مطلب سمجھا جاتا رہا ہے وہ یہی ہے کہ وسیع البنیاد و علم، کثیر الجہات علم یا بین شعبہ جاتی علم کی بنیاد پر تجزیہ و ترکیب سے کام لے کر مسائل کا حل دریافت کیا جائے۔

مغرب نے علم کی روشنی، اسلام کے دور عروج کے اعلیٰ تعلیمی اداروں سے حاصل کی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ علوم و فنون سے حکمت غائب ہوتی گئی اور میکانکی تحقیق اور شعبہ جاتی تقسیم آہستہ آہستہ اپنی انتہا کو پہنچتی گئی۔ مغربی مفکرین، ماہرین تعلیم اور جامعات کے ذمہ داران نے بھی اس علمی حماقت پر غور کرنا شروع کر دیا ہے۔ تحقیقی طریق کار میں میکانکی اور ریاضیاتی رویوں کے خلاف ایک آواز اٹھ رہی ہے، علم کی شعبہ جاتی تقسیم اور اعلیٰ تعلیم میں محدود تخصیص کے خلاف ایک توانا ردعمل سامنے آ رہا ہے۔ مغربی جامعات میں اب بین شعبہ جاتی اپروچ پر مبنی شعبہ جاتی ادریسرچ سنٹرز اور تعلیمی پروگرامز زیادہ سے زیادہ تعداد میں سامنے آ رہے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم سے متعلق لٹریچر کی کثیر شعبہ جاتی اور بین شعبہ جاتی اپروچ کے مطابق نصابات اور تعلیمی

پروگراموں کی تدوین نو کی باتیں ہو رہی ہیں۔

جدید زندگی پیچیدہ تر ہوتی جا رہی ہے۔ پوری دنیا نے ایک گلوبل ویلیج کی شکل اختیار کر لی ہے۔ معلومات اور نظریات کا ابلاغ ناقابل تصور حد تک تیز رفتاری سے ہو رہا ہے۔ ماحول کی آلودگی، ٹیکنالوجی کی وجہ سے استحصال، صحت اور خوراک کے مسائل، معاشی عدم توازن، سماجی ناہمواریاں، اعصابی تناؤ اور اس طرح کے دیگر سینکڑوں مسائل ایک ہمہ گیر حکمت کو بروئے کار لائے بغیر حل ہوتے نظر نہیں آتے۔ ہمہ گیر حکمت کے تحت ان اذہان کی تیاری جامعات کا کام ہے جو ان کے ہمہ گیر اور وسیع بنیادوں پر علمی پروگراموں کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔

ترقی پذیر معاشرے میں جامعات کا کردار

ترقی یافتہ معاشرے اپنی ترقی کے لئے علوم وفنون کی اعلیٰ درسگاہوں کے مرہون منت ہیں۔ مغرب کی خیرہ کن ترقی، امریکہ کا دنیا میں قائدانہ کردار اور جاپان، کوریا اور چائنا کی دنیا پر چھائی ٹیکنالوجی اور معاشی فتوحات، جامعات اور اعلیٰ تعلیم کے دیگر اداروں کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ ترقی پذیر معاشرے محض نقالی اور ٹیکنالوجی ٹرانسفر کی بھیک سے بلندیوں کی طرف بھاگتی ترقی یافتہ دنیا کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ جب تک جامعات میں کیا گیا بنیادی علمی کام ٹھوس بنیاد فراہم نہیں کرے گا تب تک کوئی ترقی پذیر معاشرہ تیز رفتار ٹیکنالوجیکل دوڑ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ ان معاشروں میں جامعات کو نہ صرف ترقی یافتہ معاشروں کی جامعات کا رول ادا کرنا ہے بلکہ ترقیاتی خلا کو پاٹنے کے لئے خصوصی حکمت عملی بھی وضع کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے جاپان، کوریا اور چین کی عملی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

ترقی پذیر معاشروں میں صرف مادی پسماندگی کے مسائل ہی نہیں ہیں بلکہ ان کے ہاں بے شمار معاشرتی مسائل بھی ہیں جو جدید اور قدیم طرز زندگی کے تضادات سے پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کے ہاں قومی تشخص اور قومی نظریہ کی جدید تناظر میں تعبیر نو کرنے کا مسئلہ بھی ہے۔ یہ اور اس جیسے سینکڑوں مسائل ہیں جن کے حل کے لئے جامعات نے علمی و عملی رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ ان معاشروں میں مقامی وسائل کو بروئے کار لانے کا مسئلہ بھی ہے جو ترقیاتی دوڑ میں ان کے حقیقی معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے معاشرے یا اسلامی معاشرے میں مذکورہ تمام امور بنیادی اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔

اگر ہم مسلمانوں کی علمی روایت کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو مسلم مفکرین، سائنسدان، اطباء، محدثین، فقہاء اور علمائے دین حکمت کا بہترین مرقع نظر آتے ہیں۔ ان کے حکیمانہ طرز عمل کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص Broad base سطح تک تمام علوم میں دسترس رکھتے تھے۔ اور اپنے شعبہ میں حکیمانہ بصیرت کے لئے ضروری روشنی وہاں سے حاصل کرتے تھے جو انہوں نے کسی شعبہ میں تخصص حاصل کرنے سے پیشتر حاصل کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی علمی روایت مختلف شعبہ ہائے علم کی یکجائی کی زیادہ قائل ہے۔ اسلام میں نظریہ کو توحید، اسلامی نظام حیات کے ہر پہلو میں رہنما نظریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلامی معاشرے میں جامعات کا کردار

اسلامی معاشرہ ایک فلاحی شورائی معاشرہ ہوتا ہے جس میں علم کے حصول، اس کی ترویج و ترقی اور تحقیق وجستجو کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ عام انسان کی فلاح اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں تحقیق وترقی کے ساتھ انسانی روابط، معاشرتی تعلقات اور ان سے متعلق معاشرتی پر بھی تحقیق کی جائے۔ اسلام دنیا میں قیادت کرنے کے لئے اور تمام باطل ادیان پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے آیا ہے۔ قیادت اور غلبہ کا یہ کام علم کی قوت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان شعبہ ہائے علم سے متعلق انسان کی وحی کے ذریعے معلومات بہم پہنچا دی ہیں جن تک انسانی کی رسائی یا تو ناممکن تھی اور یا محدود رسائی کی وجہ سے صحیح نتائج تک پہنچنا ناممکن تھا لیکن علم کی ان بنیادوں کو انسان کی تحقیق وجستجو اور مطالعہ ومشاہدہ کے لیے کھلا چھوڑ دیا ہے جنہیں جاننے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو صلاحیتیں ودیعت کر دی ہیں اور ساتھ ہی ان صلاحیتوں کو بھرپور طور پر استعمال کرنے کی قرآن حکیم میں بار بار تلقین بھی کی ہے۔ پس اسلامی معاشرے میں علمی تحقیق اور جستجو قیادت وسربلندی کا اولین زینہ ہے۔ اللہ کے نائب کی حیثیت سے اور شورائی تصور مملکت اور انتظام کی بدولت ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ اجتماعی معاملات اور کاربائے مملکت میں رائے دینے کا اہل ہو۔ صحیح فیصلہ کر سکے اور اپنی قوت فیصلہ حق کے پلڑے میں ڈال سکے۔ گویا بعض معاملات میں ہر فرد اور بعض معاملات میں افراد کی ایک جماعت معاملات

زندگی، مسائل حیات اور اختلافی و نزاعی معاملات میں اہل الرائے کا درجہ رکھتی ہو۔

یہ سب کچھ وسیع علم درست طریق استنباط اور موثر صلاحیت ابلاغ پر مبنی ہے۔ علم اور اس کی ہمہ پہلو ترویج ان تمام ضروریات کی بنیاد ٹھہرتی ہے۔ جامعات علم کی انہی ضروریات کو پورا کرتی ہیں اور کوئی بھی اسلامی معاشرہ جامعات کے اس متحرک کردار کے بغیر نہ تو قائم رہ سکتا ہے اور نہ قیادت وغلبہ کا تصور ہی کر سکتا ہے۔ جامعات علمی بنیاد پر مسائل کا حل پیش کرتی ہیں اور معاشرے کو خوشحال بننے کے لئے اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ جامعات کے لئے تدوین نصاب میں ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ عصر حاضر کے اسلامی معاشروں کے وہ کون کون سے مسائل ہیں جو اہل علم کی توجہ کا باعث ہونے چاہئیں اور جو اسلامی معاشروں کے لئے اعلی تعلیم کی ضرورت اور نوعیت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان کا مختصر اخاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

اسلامی معاشروں کی ضروریات:

1- مسلم ممالک عام طور پر بیماری، غربت اور جہالت کا شکار ہیں۔

2- سیاسی عدم استحکام تقریبا اکثر ممالک کا اولین مسئلہ ہے۔

3- مسلم ممالک مجموعی طور پر بیرونی جارحیت کا شکار ہیں یا اس کے خوف میں مبتلا ہیں۔

4- سائنس اور ٹیکنالوجی یعنی مادی ترقی کی دوڑ میں مسلمان معاشرے آخری صفوں میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

5- اندرونی سیاسی، معاشرتی اور معاشی تضادات مسلمان معاشروں کو ہر پہلو سے تناؤں میں مبتلا کرنے کا باعث ہیں۔

6- جاہلی نظریات کا نفوذ مسلمان معاشروں کی جڑیں کھوکھلی کر رہا ہے اور نظریاتی آلودگی ایک اہم مسئلہ ہے۔

7- جاہلی نظریہ ہائے حیات کے مقابلہ میں بزدلانہ اور معذرت خواہانہ رویہ مسلم امت کو باوقار تشخص کو بری طرح مجروح کر رہا ہے۔

8- جدید عمرانی، معاشی اور ٹیکنالوجیکل تناظر میں اسلامی نظریہ حیات کی ترجمانی اور اطلاق کے سلسلے میں مسلمان معاشرے علمی تہی دامنی کا شکار ہیں۔

9- بعض اسلامی معاشرے اور ممالک جاہلی بنیادوں پر آپس میں مسلح ٹکراؤ کا شکار ہیں۔

10- دشمن، اسلامی دنیا کے وسائل کا بری طرح استحصال کر رہا ہے۔

اجتماعی مسائل کے ساتھ ساتھ اگر ہم مسلمان نوجوان کی انفرادی ضروریات پر بھی نظر ڈالیں تو جامعات کا علمی کردار متعین کرنے میں ہمیں آسانی ہوگی اور تعلیمی و تحقیقی منہاج متعین کرنے میں رہنمائی ملے گی۔

1- ایک مسلمان، مومن اور مجاہد فرد کی حیثیت سے بندگی رب کے تقاضے پورے کرنے کی خاطر اسلامی نظریہ حیات کی ضروری معلومات اور ان معلومات کو اپنے روزمرہ عمل میں ڈھالنے کا جذبہ۔

2- عصر حاضر کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے جدید دنیا کا عمومی علم۔

3- خود اعتمادی اور مسلمان ہونے پر فخر۔

4- تنقیدی اور تحقیقی ذہن۔- 5 پیداواری صلاحیتوں سے مزین صحت مند شخصیت۔- 6 نئے علوم کی دریافت اور تحقیقی سرگرمیاں اختیار کرنے کی صلاحیت اور جذبہ۔- 7 موثر ابلاغ کی صلاحیت۔- 8 قیادت وسیادت کی اہلیت۔

جیسا کہ اسے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اسلام دنیا میں قیادت کے لئے آیا ہے اور تمام ادیان باطل پر غلبہ حاصل کرنے کا فرض مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ انسانوں کو دنیاوی خداؤں کے طوق غلامی سے آزاد کرا کر ایک رب العالمین کی غلامی میں آنے کے لئے سوچنے کا اور فیصلہ کرنے کا آزاد موقع فراہم کریں۔ انسان کو انسان کے استحصال سے بچائیں۔ دنیا سے جہالت کے اندھیرے دور کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ گویا مسلمانوں کی صرف قومی ذمہ داریاں ہی نہیں ہیں بلکہ عالمی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے علم کا ہتھیار سب سے موثر ہتھیار ہے۔

اسلام دنیا میں قیادت کے لئے آیا ہے اور تمام ادیان باطل پر غلبہ حاصل کرنے کا فرض مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ انسانوں کو دنیاوی خداؤں کے طوق غلامی سے آزاد کرا کر ایک رب العالمین کی غلامی میں آنے کے لئے سوچنے کا اور فیصلہ کرنے کا آزاد موقع فراہم کریں۔ انسان کو انسان کے استحصال سے بچائیں۔ دنیا سے جہالت کے اندھیرے دور کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ گویا مسلمانوں کی صرف قومی ذمہ داریاں ہی نہیں ہیں بلکہ عالمی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے علم کا ہتھیار سب سے موثر ہتھیار ہے۔

مسلمانوں کی عالمی ذمہ داریاں:

1- باطل ادیان، ان کے سماجی مضمرات، نظریاتی اثرات اور ان کو ماننے والی آبادیوں کا سماجی، معاشی اور سیاسی مطالعہ۔

2- بین الاقوامی تضادات، مسائل اور ٹکراؤ کا مطالعہ۔

3- عالمی سطح پر انسانی مسائل اور قدرتی وسائل کا مطالعہ۔

4- کمزور اور طاقتور ممالک، اقوام، معاشروں اور گروہوں کا تحقیقی مطالعہ اور ظلم واستحصال کی حکمت عملی۔

5- عالمی سطح پر موثر ابلاغ کی حکمت عملی اور اسلام نظریہ حیات کو موثر طور پر پیش کرنے کا طریق کار۔

ان مسائل اور تقاضوں پر علمی تحقیق کے لئے ہر شعبہ اور موضوع پر جامعات میں مراکز تحقیق قائم کئے جانے چاہیں جو پوسٹ گریجوایٹ، ڈاکٹریٹ اور پوسٹ ڈاکٹریٹ سطح پر ریسرچ کی سہولتیں مہیا کریں۔

پاکستان یں جامعات کا علمی منہاج:

گزشتہ سطور میں پیش کی گئی علمی بحث اس بات کی متقاضی ہے کہ پاکستان میں جامعات کے علمی منہاج پر از سرنو غور کیا جائے۔ اس لئے مغرب اور خاص طور پر امریکہ کی علمی روایت سے استفادہ تو کیا جا سکتا ہے لیکن ہمیں اسلامی علمی روایت کو ہی بنیاد بنانا ہوگا۔ تفکر، تدبر اور تعقل کی قرآنی اصطلاحات کو تدریس اور تحقیق کے لئے رہنما اصول بنانا ہوگا۔ حکمت اور تزکیہ جہاں انفرادی اقدار تعلیم ہوں گی وہاں اجتماعی ماحول کے لئے بھی حکمت اور تزکیہ کو لازمی حیثیت دینا ہوگی۔ موجودہ تدریسی شعبہ جات کی ترتیب تو کرنا ہوگی اور قومی وبین الاقوامی ضروریات کے پیش نظر تحقیقی مراکز قائم کرنا ہوں گے۔ تفکر، تدبر اور تعقل کے تقاضے پورے کرنے کے لئے ہر شعبہ میں قرآن کا گہرا فہم ایک لازمی نصابی جزو کے طور پر ہر تعلیمی اور تحقیقی پروگرام حصہ بنایا ہوگا۔ قرآن حکیم سائنس یا سماجی علوم کی کوئی کتاب نہیں ہے لیکن اپنی 6 نشانیوں (آیات) کے ساتھ جو قرآن حکیم میں بیان کی گئیں، اللہ اپنے بندوں کی سوچ کو فہم کائنات کے لئے ایک سمت مہیا کرتا ہے اور ان نشانیوں سے کام لے اہل علم علمی سرگرمیوں کو درست سمت میں ڈھال کر علم اور عمل کی درست راہیں ڈھونڈ سکتے ہیں۔ اس طریقے سے نہ صرف فہم کائنات میں مدد ملے گی بلکہ معرفت الہی کا مقصد حاصل ہوگا جو علم اور تحقیق کا ایک بنیادی مقصد ہے اور جو انسانی کے مقصد تخلیق کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ جن 6 قرآنی نشانیوں (آیات) کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں۔

1- نفس وآفاق کی نشانیاں یعنی کائنات میں طبیعی، حیاتیاتی، کیمیائی اور ارضیاتی قسم کی نشانیاں جس میں آفاقی سطح پر طبعی کائنات بھی شامل ہے۔

2- خود انسان کے اندر حیاتیاتی اور نفسیاتی نشانیاں جو اللہ رب العزت نے ودیعت کی ہیں۔

3- بنی نوع انسان کی تاریخ میں پیدائش آدم علیہ السلام لے کر اب تک جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ بھی اللہ کی مشیت کے ساتھ ہوتا رہا ہے اور یہ بھی اللہ کی نشانیاں ہیں۔

4- آفات ارضی وسماوی۔ یہ سب کچھ اللہ کی مرضی اور مشیت سے ہوتا ہے اور یہ بھی اللہ کی نشانیاں ہیں اور ان کا مطالعہ بھی کائنات کی تفہیم کے لئے ضروری ہے۔

5- انسان کی ضمیر اور نفسیات میں پائی جانے والی نشانیاں جن کا مطالعہ کئی انکشافات کا باعث بنتا ہے۔

6- قرآن کی آیات کا متن جو بذات خود اللہ کی بڑی نشانیاں شمار کی جاسکتی اور جن کا ادبی لیول اور جن کے مطالب ومعانی ایسے انکشافات کا باعث بنتے ہیں جن تک محض انسانی علم کی رسائی نہیں ہے۔

ہم نے مختصراً ان جہتوں کا ذکر کیا ہے جن کی بنیاد پر اعلی تعلیم یعنی جامعات کا نصاب ترتیب دیا جاسکتا ہے۔ ہماری معروضات صرف ایک فریم ورک مہیا کرتی ہیں جن کی بنیاد پر اعلی سطح کے ایک علمی اسلامی ادارے کا تعلیمی پروگرام دیا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ درج ذیل نکات بھی معاونت فراہم کرسکتے ہیں۔

1- بی ایس، ایم ایس/ایم فل اور پی ایچ ڈی لیول پر روایتی کورسز کے آخر میں ایک کورس اس موضوع پر ہونا چاہیے کہ متعلقہ شعبہ علم کے اب تک کے مواد پر اسلامی نقطہ نگاہ سے کیا تبصرہ ہے نیز اس شعبہ کی روشنی میں معاشرے کے انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، اور سیاسی مسائل کا اطلاق سطح پر حل کیا ہے۔

2- تمام ریسرچ ڈگریز کے لئے عربی کا اتنا علم ضروری قرار دیا جائے جسے کام میں لا کر تحقیق کنندہ قرآن وحدیث سے براہ راست استفادہ کرسکے۔

3- ہر محقق کے لئے لازمی ہو کہ وہ اپنے شعبہ علم کی کوئی معیاری کتاب منتخب کرے جو انگریزی یا کسی اور زبان میں لکھی گئی ہو۔

اس کا اردو ترجمہ کرے اور اسلامی نقطہ نگاہ سے اس پر تنقید وتبصرہ لکھے۔ منتخب کم ازکم دو سو صفحات پر مبنی ہو۔

4- سماجی علوم میں خاص طور پر اردو میں مقالے لکھنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

5- ایک تدریج کے ساتھ نیچرل سائنسز میں بھی پی ایچ ڈی سطح کے مقالے لکھوانے کا اہتمام کیا جائے تا کہ اردو کی علمی حیثیت میں اضافہ ہو۔

پاکستان میں تعلیم بالغاں کا نصاب

پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید شاہد

پیارے پاکستان میں وعدوں کے باوجود شعبہ تعلیم پسماندگی کا شکار ہے۔ جب تک سرکاری سطح پر حکومت کے زیر انتظام پیدا ہونے والے ہر بچہ کے لئے لازمی مفت اور درست تعلیم کا بندوبست نہیں ہو جاتا اسلامی پاکستان کے بنیادی مقاصد کا حصول ناممکن ہے۔ قیام پاکستان کے بعد کئی درجن تعلیمی پالیسیوں کی ناکامی کا نتیجہ جاہل اور ناخواندہ افراد کے اضافہ کی صورت میں نکل رہا ہے اور اس ہجوم کی جہالت پر مبنی سرگرمیوں کا نتیجہ معاشرے کی تباہی کی صورت میں نکل رہا ہے۔ عورتوں کی عصمت دری قومی سرمائے کی لوٹ مار، رشوت اور سفارش کا کلچر، میرٹ کی پامالی، انصاف کی پامالی و بربریت کی داستانوں کا عام ہونا، فحاشی اور بے حیائی کا فروغ جیسے حادثات اسلامی پاکستان میں عام ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر میڈیا کی زینت بنتے ہیں۔

اس تمام صوت حال کا ادراک اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس ملک کی سیاسی اشرافیہ صدق دل سے پاکستان کو صحیح اور اصل معنوں میں ریاست مدینہ بنانے کا پختہ ارادہ نہ کرے۔ تعلیم بالغاں کے نصاب کے لئے یہ چند سطور اس امید پر تحریر کی جارہی ہیں شاید کبھی ہمیں ایسی حکومت نصیب ہو جو واقعی نظریہ پاکستان کی روشنی میں تعلیمی پروگرام مرتب کرے گی اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سرگرم عمل ہو گی۔

تعلیم بالغاں سے مراد اٹھارہ سال سے زائد عمر کے مرد و زن، جو کسی وجہ سے رسمی تعلیم سے محروم رہے ہیں کے لئے ایسی تعلیم کا بندوبست کرنا ہے جو انکے لئے علم کے دروازے کھولے۔ اپنی نئی معلومات مہیا کر سکے۔ انہیں ایسی اقدار سے روشناس کرا سکے جو ان کے مذہب وملت کی روشنی سے پھوٹتی ہوں اور انکے اسلامی رویوں کی تشکیل میں معاون ہوں اور اسکے ساتھ کارگاہ حیات کی تقاضوں کے تکمیل کے لئے نئی مہارتیں سیکھنے کے دروازے بھی کھولے لہذا تعلیم بالغاں کے نصاب کو ان چیزوں کے اندر سمونا ہے۔

تعلیم بالغاں کا فلسفہ عام بچوں کی تعلیم سے بالکل جداگانہ ہے۔ بچوں کے لئے تو ہم "لازمی" تعلیم کی بات کریں گے لیکن بالغ افراد کی مرضی اور سیکھنے کی خواہش اس تعلیم کی بنیاد ہو گی۔ نفسیاتی اعتبار سے اندرونی تحریک اس تعلیم کی قوت محرک ہے۔ بالغ فرد کی ضروریات تعلیم بالغاں کے نصاب کا تعین کریں گی۔ اسلامی پاکستان میں ستانوے فیصد مسلمان مرد و زن بستے ہیں اور اسطرح نصاب کی تشکیل اس عظیم اکثریت کی امنگوں اور خواہشات کی عکاس ہو گی۔ نصاب میں اسلامی مواد کی شمولیت لازمی گردانی جائیگی۔

پاکستان کی کل آبادی کا ایک بڑا حصہ دیہات میں رہائش پذیر ہے اور ان کا بڑا حصہ زرعی معیشت سے وابستہ ہے۔ زرعی معیشت سے تعلق ہنر اور معلومات ان بالغ افراد کی ایک بڑی ضرورت ہو سکتا ہے۔ جو اس وقت زرعی شعبہ سے بہت کم آمدنی حاصل کر رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ معاشرتی اعتبار سے بھی زبوں حالی کا شکار ہیں۔ مقامی صنعتوں سے وابستہ افراد کو بھی استعداد کار بڑھا کر آمدنی بڑھانے کے لئے نئی معلومات اور نئی مہارتوں کی ضرورت ہے۔ شہری آبادی میں رہنے والے ناخواندہ بالغ افراد اگرچہ ماحول کے زیر اثر غیر رسمی طریقوں سے بہت کچھ سیکھ جاتے ہیں لیکن پھر بھی جو کام وہ کر رہے ہوتے ہیں اس میں نئی معلومات اور نئے طریقے انکے سیکھنے کے لائق ہو سکتے ہیں۔ مندرجہ بالا سطور کی روشنی میں اسلامی پاکستان میں تعلیم بالغاں کے نصاب کے مقاصد درج ذیل ہو سکتے ہیں۔

الف۔ بالغ افراد کو اردو زبان کے لکھنے، پڑھنے کے قابل بنانا۔

ب۔ بالغ افراد کو بنیادی حساب کتاب کرنے کے قابل بنانا۔

ج۔ بالغ افراد کو موبائل فون/ انٹرنیٹ کے ذریعے ضروری معلومات کی فراہمی۔

د۔ بالغ افراد کو قرآن پاک ناظرہ پڑھنے کے قابل بنانا۔

ر۔ بالغ افراد کو قرآن پاک کے آسان اردو ترجمہ کے ذریعے پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

ڑ۔ بنیادی عقائد اسلام آسان اور سادہ طریقے سے سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

ز۔ بالغ افراد کو اس قابل بنانا کہ وہ مطالعہ اور کتب کے ذریعے مسلسل اپنی ذہنی سطح اور استعداد کار میں اضافہ کر سکیں۔

ژ۔ بالغ افراد کو اس قابل بنانا کہ وہ معلومات حاصل کرنے کے دیگر ذرائع میڈیا نشریات، موبائل فون، انٹرنیٹ کا مسلسل استعمال کر سکتے ہوں۔

س۔ عربی زبان کی اتنی شد بد کہ قرآن پاک ناظرہ پڑھ سکیں۔

مندرجہ بالا آٹھ مقاصد میں مزید غور و خوض سے کچھ اور کا اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ہم ان آٹھ مقاصد کے تحت نصاب تجویز کرنے سے پہلے کچھ ضروری امور پر روشنی ڈالنا چاہیں گے۔

> تعلیم بالغاں کا فلسفہ عام بچوں کی تعلیم سے بالکل جدا گانہ ہے۔ بچوں کے لئے تو ہم ''لازمی'' تعلیم کی بات کریں گے لیکن بالغ افراد کی مرضی اور سیکھنے کی خواہش اس تعلیم کی بنیاد ہوگی۔ نفسیاتی اعتبار سے اندرونی تحریک اس تعلیم کی قوت محرکہ ہے۔ بالغ فرد کی ضروریات تعلیم بالغاں کے نصاب کا تعین کریں گی۔ اسلامی پاکستان میں ستانوے فیصد مسلمان مرد و زن بستے ہیں اور اسطرح نصاب کی تشکیل اس عظیم اکثریت کی امنگوں اور خواہشات کی عکاس ہوگی۔ نصاب میں اسلامی مواد کی شمولیت لازمی گردانی جائیگی۔

1- بالغ افراد کی تعلیم کا دورانیہ ایک سال ہوگا۔

2- اس ایک سال کے دورانیہ کو چار سہ ماہیوں میں اس طرح بانٹا جائے گا ہر سہ ماہی نصاب کا ایک مکمل حصہ کے طور پر تکمیل پائے گا۔ بالغ افراد کو یہ موقع حاصل ہوگا کہ وہ درمیان میں کبھی ایک سہ ماہی کو چھوڑنا چاہیں تو چھوڑ سکیں اور پھر اگلی سہ ماہی سے پھر شامل ہو سکیں۔

3- تعلیم بالغاں کے نصاب کو پڑھانے والے اساتذہ بچوں کو پڑھانے کے طریقوں PEDAGDGY اور بالغ افراد کو پڑھانے کے طریقوں ENDGOGOGY کے فرق کو اچھی طرح سمجھتے ہوں گے اور اس میں خصوصی طور پر تربیت یافتہ ہوں گے۔

4- قرآن پاک کی تعلیم کو اس نصاب میں مرکزی حیثیت حاصل ہوگی۔

5- مرکز تعلیم بالغاں کے اوقات کار کا دورانیہ 4 گھنٹے سے زائد نہیں ہوگا اور اوقات کا تعین FLAXILLE ہوگا اور مقامی طور پر طے کیا جائیگا۔ مرکز ہفتہ میں صرف چار دن کام کرے گا۔

6- مرکز تعلیم بالغاں کے لئے کسی خاص عمارت کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ یہ کسی مسجد، مکان چوپال یا سایہ دار درختوں کے جھنڈ وغیرہ میں بھی قائم کیا جا سکے گا۔

7- مرکز تعلیم بالغاں میں ایک مختصر لائبریری جو ایک یا دو الماریوں پر مشتمل ہو لازمی طور پر ہوگی۔ البتہ ان کو رکھنے کے لئے کسی مناسب جگہ کا انتخاب کیا جائیگا۔

8- پڑھنے لکھنے کا سامان مرکز تعلیم بالغاں ہی میں مہیا کیا جائیگا۔ پڑھنے کے خواہشمند افراد پر کوئی اضافی بوجھ نہیں ڈالا جائیگا۔

9- خواتین کے مرکز تعلیم بالغاں میں صرف خواتین ہی تعلیم دینگی اور مردوں کے مرکز میں صرف مرد حضرات ہی تعلیم دے سکیں گے۔

10- ہر سہ ماہی کے آخر میں ایک جائزہ ہوگا۔ شرکاء کی حوصلہ افزائی کے لئے انعامات رکھے جائیں گے اور ایک خوبصورت سرٹیفکیٹ دیا جائیگا۔ اس طرح چاروں سہ ماہیوں کے اختتام پر ایک مجموعی سرٹیفکیٹ دیا جائے گا جسکا معیار اور کاغذ اعلیٰ اور نفیس ہوگا۔

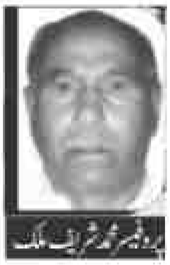

ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب کے زیر اہتمام پوسٹ گریجوایٹ کانفرنس

پروفیسر محمد شریف ملک

ادارہ تعلیم و تحقیق کے زیر اہتمام تیرویں پوسٹ گریجویٹ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں پاکستان بھر سے ایم فل اور پی ایچ ڈی سکالرز کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ کانفرنس کے منتظمین کو کثیر تعداد میں مقالہ جات موصول ہوئے جن کے انتخاب کے بعد معیاری مقالہ جات کو کانفرنس میں پیش کیا گیا۔ کانفرنس کے ابتدائی اجلاس کے بعد شرکاء کو گروپوں میں تقسیم کر دیا گیا اور مختلف کمروں میں ان گروپوں کے شرکاء نے اپنے مقالہ جات پیش کیے۔ اس سلسلہ میں پی ایچ ڈی اور ایم فل کلاس کو پڑھانے والے اساتذہ کو کوآرڈینیٹر مقرر کیا گیا تھا۔ جنہوں نے نہایت احسن انداز سے اپنے فرائض سر انجام دیے۔ مقالہ جات پیش کرنے والے سکالرز سے سوالات کا بھی سیشن ہوا اور فرسٹ اور سیکنڈ آنے والے اسکالرز کو سوینئر پیش کئے گئے۔ نامور دانشور ڈائریکٹر آئی ای آر پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر نے مہمان خصوصی چیئرمین پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن، پروفیسر ڈاکٹر شاہد منیر کی خصوصی آمد پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی موجودگی ہمارے لیے باعث مسرت اور مستقبل کی نشان راہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ٹرانسفارمیشن کے سلسلے میں پانچ بڑے عوامل کی وضاحت کرنے سے پہلے اپنی منزلوں کو دیکھنا چاہئے اور اپنے مقاصد کا تعین اپنی ضرورت کے مطابق کرنا چاہیے۔ ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے دوسرے عوامل پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا کہ استاد بھی ہائر ایجوکیشن کے مسائل کا حصہ ہے ٹیچر کو دیکھنا پڑے گا کہ وہ کتنی صلاحیتوں کا مالک ہے ہمیں استاد کی بھی تربیت کرنی چاہئے۔

تیسرے عوامل کا ذکر کرتے ہوئے انہوں انہوں نے کہا کہ ہم نے ملک بھر میں یونیورسٹیوں کا جال بچھا دیا ہے لیکن میرٹ نیچے چلا گیا ہے دیکھنا یہ ہے کہ طالب علم مطلوبہ صلاحیتوں پر پورا اترتا ہے کہ نہیں اور اس کے اندر صلاحیت پیدا کرنے کے لیے تعلیمی ادارے کیا خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ہماری لائبریریاں بھی پسماندہ ہیں۔ باہر کی لائبریریوں کو دیکھیں تو دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سیکھنے اور سکھانے کے ماحول کو بہتر بنائیں۔ چوتھے دائرے کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر رفاقت علی اکبر نے کہا کہ ہمیں باہر کے علم سے استفادہ ضرور کرنا چاہیے لیکن ہمیں اپنی لائبریریوں اور تعلیم کو بھی اپنے ماحول کے مطابق ایڈجسٹ کرنا ہوگا۔ ہمیں نقل سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے

پانچویں عوامل کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ اپنے علم کو ری وزٹ کریں اور جدیدیت اور سکلز کی طرف لوٹیں۔

ڈائریکٹر آئی آر نے ہائر ایجوکیشن کی بہتری کے لیے تجاویز دیں۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ کی مثال لی جائے جہاں اسکالرز

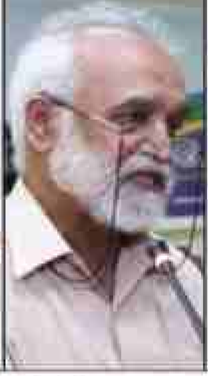

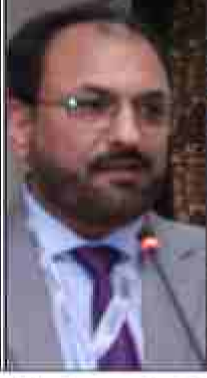

پوسٹ گریجویٹ کانفرنس سے چیئرمین پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن پروفیسر ڈاکٹر شاہد منیر، ڈائریکٹر آئی ای آر پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر، پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اقبال اور پروفیسر ڈاکٹر شاہد فاروق خطاب کر رہے ہیں

کی کانفرنس ایک معمول ہے وہاں سے میں نے یہ تصور لیا اور ڈاکٹر ممتاز اختر کے دور میں اسے شروع کیا ہم نے 2008 میں پہلی پوسٹ گریجویٹ کانفرنس منعقد کی۔ آج تیرھویں کانفرنس ہے اور انشاء اللہ اس نے کانفرنس کے نتائج بہتر آئیں گے۔ میں امید کرتا ہوں یہ مفید سلسلہ جاری رہے گا۔

معروف ماہر تعلیم اور پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر شاہد منیر نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ میں ڈاکٹر رفاقت علی اکبر ڈاکٹر شاہد فاروق اور ڈاکٹر طاہر محمود کو کامیاب گریجویٹ کانفرنس منعقد کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے جس میں سکالرز اپنے مقالات پیش کرتے ہیں اور تحقیق علم میں اضافہ کرتے ہیں۔ سکالرز کو سوالات بھی کیے جاتے ہیں تاکہ مقالے میں اگر کوئی کمزوری ہے اور پھر حل کر اس کو دور کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ یہاں ٹرانسفارمیشن کا تصور پیش کیا گیا ہے اور ایجوکیشن اس کی کامیابی ہے۔ یونیورسٹیوں کا کام بنیادی طور پر علم کی تحقیق ہے اور آپ کا کام ریسرچ کرنا ہے۔ جن قوموں نے یہ راز پالیا ہے اور اس میں مزید سرمایہ کاری کی ہے وہ کامیاب ہیں۔ ملائیشیا اس وقت اپنے جی ڈی پی کا 25 فیصد تعلیم پر خرچ کرتا ہے اس کی ایکسپورٹ تین ارب ڈالر ہے ملائیشیا کی یونیورسٹیاں یورپ کا مقابلہ کر رہی ہیں اور پاکستان ابھی بہت پیچھے ہے۔

دنیا میں ایک تصور ہے کہ حکومت ہر گریجویٹ کو نوکری نہیں دے سکتی۔ اس لیے ان کو چھوٹے چھوٹے کاروباروں کی طرف لایا جائے۔ تاکہ یہ دوسروں کو بھی ملازم رکھ سکیں۔ طلبہ کو کاروبار کرنے کے تصورات دیے جائیں۔ ہمیں اپلائیڈ ریسرچ کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ طلبہ کے اندر تنقیدی سوچ پیدا ہونی چاہیے ان کو آئی ٹی کی طرف لایا جائے تاکہ وہ دوسرے علوم آسانی سے سیکھ سکیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا جدیدیت کی طرف جا رہی ہے اب مالیاتی ادارے قوموں کی صورت کو دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ریٹائرڈ فیکلٹی سے کام لینا چاہیے اچھے ادارے قوموں کی تقدیر بدل دیتے ہیں ہمارے ہاں نوبل لاریٹ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یورپ میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اگر فیکلٹی میرٹ پر آئے گی تو کوالٹی بہتر ہوگی۔

ڈاکٹر شاہد منیر نے اپنے کیریئر کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ وہ ایسے پسماندہ اسکول سے پڑھ کر آئے ہیں جہاں پر طالبعلم ٹاٹ پر پڑھائی کرتے تھے لیکن محنت ہمیں بلندیوں تک لے گئی۔ انہوں نے ماضی کے قابل اساتذہ کا ذکر کیا کہ انہیں آج یہ مقام ان اساتذہ کی وجہ سے ملا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمیں پاکستان کے مسائل پر پی ایچ ڈی کرانی چاہیے۔ ارباب بست وکشاد کو ایریاز کی نشاندہی کرنی چاہیے جن میں ہمیں مسائل کا سامنا ہے۔ انہوں نے زور دیا کہ پی ایچ ڈی سکالرز کو وظائف ملنے چاہیں اور اس سلسلے میں ہم کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے آئی ای آر کے اساتذہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ بڑی محنت سے پی ایچ ڈی کے طلباء کو پڑھا رہے ہیں اور ریسرچ کو فروغ دے رہے ہیں۔

سابق ڈائریکٹر آئی ای آر ڈاکٹر حافظ محمد اقبال نے اپنے خطاب میں کہا کہ تدریسی طریقوں کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے انہوں نے بہتر کلاس مینجمنٹ کا تصور پیش کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر اقبال نے کہا کہ موجودہ دور میں طلبہ کی قابلیت میں اضافہ ہوا ہے اور اور ہمیں اسی کے مطابق ان کی تعلیم و تدریس کرنی چاہیے اور کلاسوں میں طلبہ کو مصروف رکھا جائے اور انہیں کوئی نہ کوئی پراجیکٹ دیا جائے۔ جس پر وہ کام کریں طلبہ کو بامقصد تعلیم دینی چاہیے۔

پروفیسر ڈاکٹر مصباح ملک اور کانفرنس کے دیگر شرکاء

پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر، پروفیسر ڈاکٹر شاہد فاروق، چیئرمین پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن پروفیسر ڈاکٹر شاہد منیر کو یادگاری شیلڈ پیش کر رہے ہیں

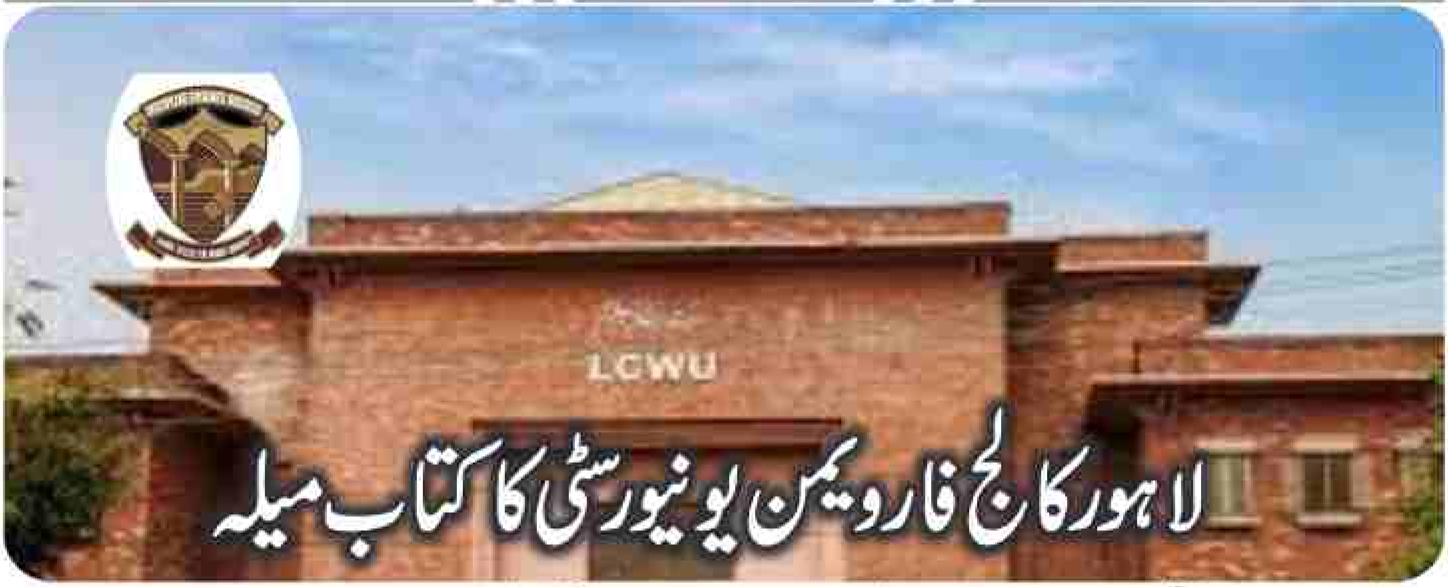

لاہور کالج فارویمن یونیورسٹی کا کتاب میلہ

لاہور کالج فور وومن یونیورسٹی کا ملکی تعلیمی تاریخ میں ایک نمایاں مقام ہے۔ یہ ادارہ اپنے علمی سفر کے سو سال مکمل کر چکا ہے۔ تعلیم نسواں کے حوالے سے لاہور کالج برائے خواتین کا وہی مقام ہے جو گورنمنٹ کالج لاہور کا مرد طالب علموں کے حوالے سے ہے۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ دونوں ادارے یونیورسٹی کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔ لاہور کالج وومن یونیورسٹی، لاہور گورنمنٹ کالج برائے خواتین کی خدمات کی ایک توسیع ہے جس کی بدولت صوبہ پنجاب کی طالبات کے لئے اعلیٰ تعلیم کے موقعوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت ادارہ میں تقریباً پندرہ ہزار طالبات تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور فیکلٹی ممبران کی تعداد 500 ہے محنتی اساتذہ کی بدولت یہ ادارہ وائس چانسلر ڈاکٹر بشریٰ مرزا کی قیادت میں اعلیٰ تعلیم کی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔ اور قومی اور عالمی سطح کی رینکنگ میں نمایاں مقام حاصل کر رہا ہے۔

لاہور کالج وومن یونیورسٹی اپنے قیام کے دو عشرے مکمل کر چکی ہے اس دوران اس ادارے نے تعلیمی حوالے سے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے ایجوکیشن کی رینکنگ 2021 کے مطابق سے بہترین یونیورسٹیوں میں شامل ہوئی ہے صنفی مساوات کے حوالے سے ساتواں درجہ ہے اور مقاصد کے حصول کے سلسلے میں یہ چوتھے نمبر پر ہے۔۔ قومی سطح کی رینکنگ میں لاہور کالج فور وومن یونیورسٹی کا تعلیم نسواں کے شعبے میں پہلا نمبر ہے۔ کووڈ۔19 کے دوران تدریسی سرگرمیاں کسی نہ کسی صورت میں جاری رہیں۔ مگر سپورٹس اور دیگر غیر نصابی سرگرمیاں ایس او پیز کی وجہ سے بالکل ہی ختم ہوگئیں۔ مگر اس سال کے آغاز پر جب تعلیمی اداروں میں مکمل پڑھائی بحال ہوئی تو دوبارہ تقریبات کا آغاز ہوا جس میں اہم ترین تقریب گزشتہ دسمبر میں جلسہ تقسیم اسناد کا انعقاد تھا۔ جس میں صدر مملکت ڈاکٹر عارف علوی، گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور اور وزیر خزانہ پنجاب خسرو بختیار نے بھی شرکت کی۔ جس میں طلباء و طالبات میں گریجویشن، ایم فل اور پی ایچ ڈی میں کامیاب ہونیوالی طالبات میں ڈگریاں تقسیم کی گئی۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی کو صوبائی تقریری مقابلوں اور نعت خوانی کے مقابلوں کی میزبانی کا اعزاز بھی حاصل ہو ا۔ ان تقریبات کے علاوہ سب سے اہم تقریب جو منعقد کی گئی ان میں اہم ترین تقریب کتاب میلہ 2022 تھا۔

لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی (LCWU) لاہور کے ہاکی گراؤنڈ میں ایک جدید ترین معروف کتاب میلہ 2022 کا افتتاح کیا گیا جہاں 30 معروف پبلشرز نے اپنے سٹال لگائے۔ پنجاب کی وزیر ترقی نسواں محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ نے وائس چانسلر ڈاکٹر بشریٰ مرزا، چیف لائبریرین ڈاکٹر ثانیہ اویس، لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی لاہور کے ڈینز اور ڈائریکٹرز اور سینئر فیکلٹی

صوبائی وزیر محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ وائس چانسلر لاہور کالج ویمن یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر بشریٰ مرزا چیف لائبریرین پروفیسر ڈاکٹر ثانیہ اویس اور تجزیہ نگار سلمان غنی کے ہمراہ کتاب میلہ کا افتتاح کر رہی ہیں۔

صوبائی وزیر محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ وائس چانسلر لاہور کالج ویمن یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر بشریٰ مرزا چیف لائبریرین پروفیسر ڈاکٹر ثانیہ اویس اور تجزیہ نگار سلمان غنی کتاب میلہ کے موقع پر گروپ فوٹو

کے ہمراہ ربن کاٹا۔ معروف صحافی سلمان غنی بھی اس موقع موجود تھے۔

ایل سی ڈبلیو یو کی چیف لائبریرین ڈاکٹر ثانیہ اویس نے کہا کہ کتاب میلہ کا انعقاد کوویڈ۔19 کے بعد اس ادارے میں غیر نصابی سرگرمیوں کا ایک دلکش آغاز ہے۔ جس کا سہرا وائس چانسلر ڈاکٹر بشریٰ مرزا کے سر ہے۔ وائس چانسلر نے اس میلہ کی سرپرستی کر کے طالبات کو ایک علم دوست تقریب میں شرکت کا موقع دیا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ طالبات کو جدید ترین تحقیقی مواد تک رسائی کی مکمل سہولت مہیا کی گئی ہے۔ یونیورسٹی کی ڈیجیٹل لائبریری ایک سو کمپیوٹرز سے لیس ہے اور اس میں متعدد سہولیات ہیں جیسے گروپ لرننگ کے لیے ایک کمرہ، سینئر محققین کے لیے کیوبز، تمام پرفیکٹ سلوشنز کے لیے پرفیکٹ روم اور اساتذہ کے لیے ایک تخلیقی روم موجود ہے۔ وہ مزید برآں آؤٹ ڈور اسٹڈیز کے لیے ایک سیکشن مختص کیا گیا ہے جہاں طلبہ ایک مثالی ماحول میں اپنی کتابیں اور نوٹس پڑھ سکتے ہیں۔ مواد، سہولیات اور ماحول ایک شاندار لائبریری کے بنیادی عناصر ہیں اور ہم نے اس معیار کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ بصارت سے محروم افراد کی سہولت کے لیے سافٹ ویئر نصب کیا گیا ہے۔ وہیل چیئرز ان کی لائبریری تک رسائی کے مطالبے پر دستیاب ہوں گی۔۔۔ ڈاکٹر بشریٰ مرزا نے کہا کہ LCWU معیاری تحقیق پر توجہ مرکوز کر رہا ہے اور ڈیجیٹل اور ایڈوانس لائبریری اپنے مشن کو سپورٹ کر رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن (کے تمام ڈیٹا بیس ڈیجیٹل لائبریری میں دستیاب ہوں گے اور lcwu اس ڈیٹا بیس کو استعمال کرنے کے لیے اسکالرز کو تربیت دینے کے لیے خصوصی ورکشاپس کا اہتمام کرے گا۔

ڈاکٹر بشریٰ مرزا نے کہا کہ ایل سی ڈبلیو یو نے 16 شعبہ جات کے لیے چھ پی ایچ ڈی ریسرچ ریسورس سینٹرز قائم کیے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کا مقصد یونیورسٹی میں ریسرچ کلچر کو فروغ دینا ہے۔ ان پی ایچ ڈی ریسرچ ریسورس سینٹرز اور ڈیجیٹل لائبریری کے ذریعے گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ طلباء کو اپنی تحقیق کرنے کے لیے کافی جگہ اور پرامن ماحول ملے گا۔ پنجاب کی وزیر ترقی نسواں محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ نے تحقیق کے کلچر کو فروغ دینے اور کتابوں کی آگاہی کے لیے وائس چانسلر اور ان کی ٹیم کی کاوشوں کو سراہا۔ وزیر نے کہا کہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کو نیا علم پیدا کرنا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یونیورسٹی اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کے لیے یہ لازمی تھا کہ وہ اپنی توجہ تاریخ کے علم کی منتقلی سے بدلتی ہوئی دنیا کی ضروریات کے مطابق عصری معلومات کی ترسیل پر مرکوز کریں۔ صوبائی وزیر آشفہ ریاض فتیانہ نے کہا کہ اس طرح کے ایونٹس کا انعقاد نوجوان نسل کے لیے ضروری ہے۔ دنیا میں ترقی کا راز کتابوں میں چھپا ہوا ہے جن قوموں نے کتاب کو اپنایا وہ آگے نکل گئیں اور جن کا کتاب سے رشتہ کمزور ہے وہ اقوام ترقی کی اس دوڑ میں بہت پیچھے رہ گئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے معاشرے کا ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ لوگ ہر کام کا شارٹ ڈھونڈتے ہیں اسی وجہ سے ہم کتاب کو چھوڑ چکے ہیں جس کے اثرات کئی ایک خرابیوں کی صورت میں نظر آ رہے ہیں۔ صوبائی وزیر نے کہا کہ آج کتاب کی جگہ موبائل نے لے لی ہے اور جب موبائل بچوں کے ہاتھ میں ہوگا تو آپ کس طرح اس امر کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ ہمارے بچے اس موبائل کا برا استعمال نہ کریں۔ کتاب انسان کی شخصیت سازی میں مدد کرتی ہے۔ پائیدار ترقی کیلئے ہمیں کتاب کے کلچر کو اپنانا ہوگا۔ انہوں نے لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی کے باکی گراؤنڈ میں لگائے گئے کتابوں کے سٹالز کا دورہ کیا۔ اس کے علاوہ طالبات نے ملکی اور غیر ملکی کتب میں خصوصی دلچسپی لی اور کتابوں کی بھرپور خریداری کی۔

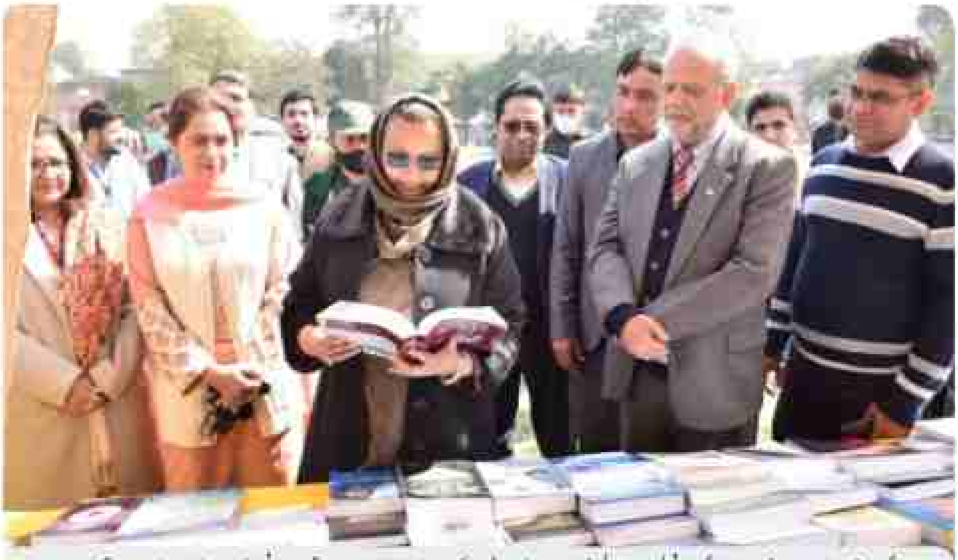

صوبائی وزیر محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ، وائس چانسلر لاہور کالج ویمن یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر بشریٰ مرزا معروف صحافی سلمان غنی کے ہمراہ بک سٹالز کا معائنہ کر رہی ہیں۔

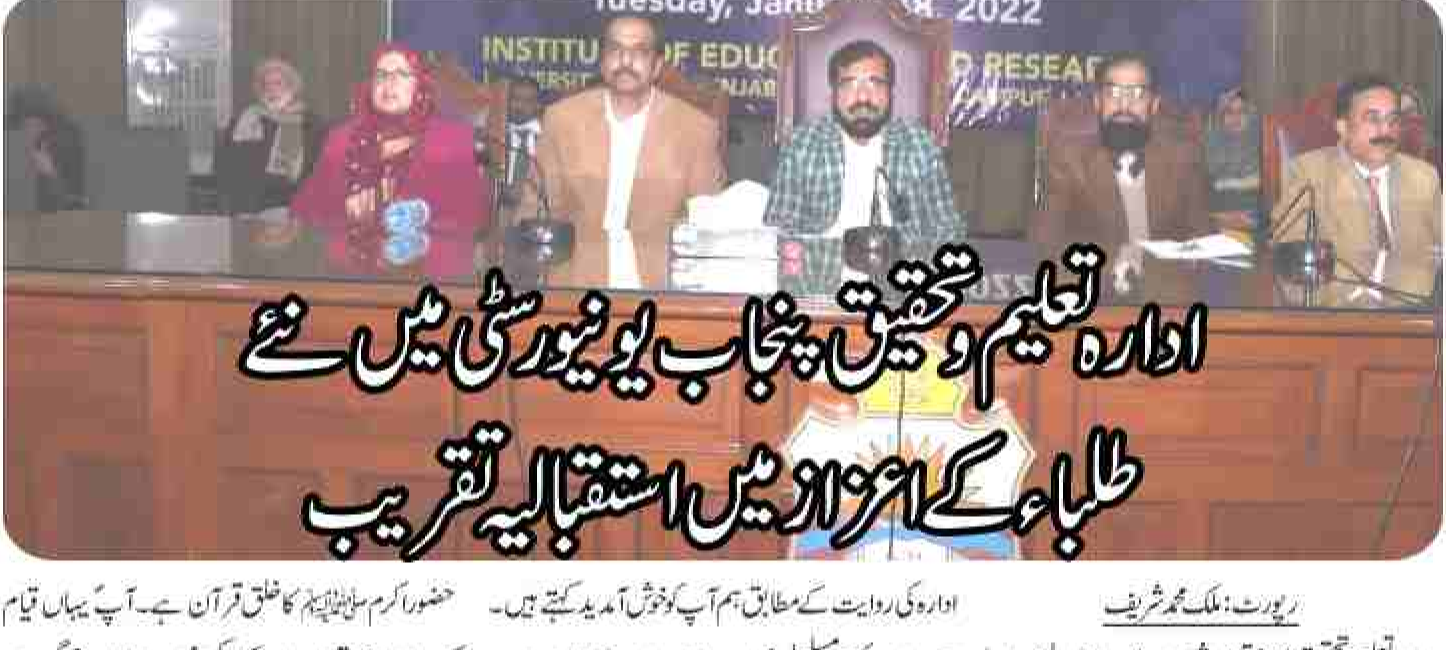

ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی میں نئے طلباء کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب

رپورٹ: ملک محمد شریف

ادارہ تعلیم و تحقیق میں مختلف شعبوں میں داخلہ لینے والے طلبا و طالبات کو خوش آمدید کرنے کے لئے ادارہ کی طرف سے طلباء کے اعزاز میں ایک عظیم الشان استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلہ میں امور طلباء کے انچارج جناب ڈاکٹر عاصم نذیر نے تقریب کو خوشگوار اور پررونق بنانے کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ نئے آنے والے طلبا و طالبات کا تعلق مختلف شعبوں سے تھا جو کووڈ-19 کی وجہ سے گزشتہ سال اس تقریب کا حصہ نہ بن سکے بھی شامل تھے۔ یاد رہے کہ یہ تقریب ادارے کی تاریخ کا ہمیشہ ایک حصہ رہی ہے۔ یہ نہایت اہم دن ہوتا ہے، جس میں طلباء کو نصیحت آموز باتیں ادارہ کے قواعد و ضوابط، نظم و ضبط اور فیکلٹی سے تعارف جیسے پروگرام شامل ہوتے ہیں کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔

جناب ڈاکٹر رفاقت علی اکبر نے اپنے خطاب میں کہا کہ ادارہ کی روایت کے مطابق ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اسی روایت کو ہم مسلسل نبھا رہے ہیں۔ اب میں ذرا روایت سے ہٹ کر بات کروں گا جو طلباء سوچتے ہیں، مجھے اس کا کوئی علم نہیں لیکن ان کے بارے میں جو میں سوچتا ہوں، مجھے علم ہے۔ یہاں ہر طالب علم استاد بننے کے لئے آتا ہے۔ استاد ایک عظیم شخصیت ہے۔ یہ بڑا عظیم پیشہ ہے، اس جیسا کوئی اور پیشہ نہیں۔ یہ پیغمبرانہ صفات کا حامل پیشہ ہے۔ جتنے بھی انبیاء اس دنیا میں تشریف لائے، ان کا فریضہ معرفت خداوندی تھا۔ آپ اس پیشے سے جڑے ہیں، اس لئے آپ کا نام بھی اس فہرست میں لکھا جائے گا۔ یاد رکھیے کہ پوری زندگی کا وقار شخصیت کی خوبصورتی ہے۔ انسان بننے کے لئے اس میں اعلیٰ اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ شرم و حیا کے پیکر ہیں تو آپ خوبصورت انسان ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے۔ آپؐ یہاں قیام کے دوران اخلاق اور حیاء کے پیکر بنیں۔ استاد اور شاگردوں دونوں کا اخلاق کا پیکر ہونا چاہیے۔ آپ یہاں دو چار سال قیام کریں گے اور پھر جاب کی طرف جائیں گے۔ اس کے بعد آپ آخرت کے جہاں کو بھی یاد رکھیں جس حال میں بھی زندگی گزاریں، آپ کا رب آپ سے راضی ہو اور آپ اللہ سے راضی ہوں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال رکھیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر ممکن نہیں۔ ہم آپ کی مشکلات دور کرنے کے لئے یہاں موجود ہیں۔ میرے پاس آئیے، کسی قسم کا خوف نہ کھائیں۔ ہر مشکل کو میرے نوٹس میں لائیں، ہماری ذمہ داری معاملات کو حل کرنے اور ان کو بہتر بنانے کی ہے۔ سب سے بڑا وصف ایمانداری ہے۔ جن کرسیوں پر آپ بیٹھے ہیں، کبھی ہم بھی یہاں بیٹھتے تھے۔ یہ کرسیاں تمام کرسیوں سے خوبصورت

ادارہ تعلیم و تحقیق میں نئے طلباء کی تقریب پذیرائی میں ڈائریکٹر آئی ای آر پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر، پروفیسر ڈاکٹر عبدالقیوم، پروفیسر ڈاکٹر طارق محمود، پروفیسر ڈاکٹر احمد شیر اعوان، ڈاکٹر مبشرہ اور دیگر اساتذہ خطاب کر رہے ہیں۔

استقبالیہ تقریب میں شریک اساتذہ کرام

ہیں۔ ہم اس سال کو ڈائمنڈ جوبلی کے طور پر منائیں گے۔ آپ ذمہ دار طالب علم بنیں۔ ایک اچھا اور محب الوطن پاکستانی بنیے۔ اس طرح ہم اچھا پاکستان بنائیں گے۔ آپ صحت مندانہ سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے۔ اپنی ذات کی تربیت کیجیے۔ آپ نے اچھی کرسیوں پر پہنچنے کے لئے بڑا لمبا سفر طے کرنا ہے۔ میں ان کرسیوں پر بیٹھ کر آئی۔ ای۔ آر کا استاد اور ڈائریکٹر بنا ہوں۔ تسلسل سے محنت کیجیے، آپ بچے کل کے شہری ہیں، قوم کا بوجھ آپ کے کندھوں پر ہوگا۔

قبل ازیں پروفیسر ڈاکٹر طارق محمود نے نئے آنے والے طلباء و طالبات کو ادارہ تعلیم و تحقیق کے قواعد و ضوابط، آداب، رسم و رواج اور روایات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ داخلہ لے کر ادارہ تعلیم و تحقیق کا حصہ بن چکے ہیں۔ آپ نے اخلاق و آداب کو سامنے رکھنا ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے نئے آنے والے طلبا و طالبات کو رجسٹریشن کے عمل سے تفصیلاً آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا رجسٹریشن کارڈ لازمی دستاویز ہے۔ آپ نے سختی سے ہدایت کی کہ اپنے جی۔ پی۔ اے (اوسط) کا خیال رکھیے۔ یہ اوسط کم از کم 2.00 رہنی چاہیے ورنہ اس کے نیچے جانے سے آپ کو کئی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ادارے میں اچھے انداز سے رہیں۔ تقریب کی سٹیج سیکرٹری مسز ڈاکٹر طیبہ اکرم نے تمام سربراہان شعبہ کو باری باری سٹیج پر بلایا جنہوں نے اپنے اپنے شعبے کے اساتذہ کا تعارف کرایا۔

شعبہ بزنس سے چیئرمین محترمہ عاشی ذیشان نے، سنٹر فارما چائلڈرائٹس کے سربراہ جناب طارق محمود چوہدری، شعبہ ارلی چائلڈ کی ڈاکٹر منزہ نوشین، ریسرچ ونگ کے سربراہ ڈاکٹر عبیداللہ اور ڈاکٹر محمد اسلم سربراہ شعبہ انگلش نے اپنے شعبہ کا تعارف کرایا۔

شعبہ ایلیمنٹری ایجوکیشن کے سربراہ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالقیوم نے اپنے شعبہ کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ ایک بڑا شعبہ ہے۔ انہوں نے کہ اس میں ایک اور شعبہ کونسلنگ کا بھی ہے جس کا میں خود ہی سربراہ اور بانی بھی ہوں۔ ایلیمنٹری کا شعبہ فیکلٹی اور تعداد کے لحاظ سے بھی بڑا ہے۔ جاب کے حوالے سے یہ شعبہ بڑا ہے۔ اس شعبہ سے دو ریسرچ جرنل بھی نکالے جا رہے ہیں۔ تعلیم و تحقیق مجلہ کو ڈاکٹر مصباح ملک ہینڈل کرتی ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ کے بہت سے رول ہیں۔ لوگ محسوس کریں کہ آپ آئی۔ ای۔ آر کے طالب علم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ Happy Teaching and Happy Learning کا ماحول پیدا کریں۔

مبشرہ خاتون چیئرمین اسلامی ایجوکیشن نے کہا کہ آئی۔ ای۔ آر ایک باغ ہے اور بچے اس کے حسین پھول ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی ایجوکیشن ایک لازمی مضمون ہے۔ ہم آپ کو ہر لحاظ سے گائیڈ کریں گے۔

سائنس ایجوکیشن سے ڈاکٹر احمد شیر اعوان جو ایک منجھے ہوئے استاد ہیں نے کہا کہ ہم سکولوں اور کالجوں کو

تقریب پذیرائی کے شرکاء

پروفیسر ڈاکٹر احمد بلال، پروفیسر ڈاکٹر احمد شیر اعوان، پروفیسر ڈاکٹر طارق حسین اور دیگر خواتین اساتذہ

سائنس کے اساتذہ مہیا کرتے ہیں۔ یہ شعبہ بڑا عظیم الشان شعبہ ہے۔ یہ شعبہ ملکی اور سائنسی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

شعبہ سکینڈری کی انچارج ڈاکٹر عابدہ نسرین نے شعبہ سکینڈری کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ ایک اہم شعبہ ہے۔ یہاں سے فارغ التحصیل ملک اور اندرون ملک میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس شعبہ سے لوگ فارن سروس میں بھی ہیں۔ اس شعبے میں کئی پروگرام چل رہے ہیں۔

شعبہ ٹیکنالوجی کے سربراہ ڈاکٹر طارق حسین نے کہا کہ یہ ایلیٹ کلاس کا شعبہ ہے۔ یہ 1962 میں قائم ہوا پہلے اس کا نام انڈسٹریل آرٹس تھا۔ 1999 میں اسے شعبہ ٹیکنالوجی کا نام دے دیا گیا۔ اس شعبہ کی کارکردگی قابل رشک ہے۔ یہاں سے پڑھے ہوئے ماہرین ملک کے کونے کونے میں فرائض سرانجام رہے ہیں۔ ڈاکٹر طارق حسین نے گولڈ میڈل بھی حاصل کیا ہے۔ وہ بہترین ٹیچر ایوارڈ بھی حاصل کر چکے ہیں۔

شعبہ ایڈوانس سٹڈیز کے سربراہ جناب پروفیسر ڈاکٹر شاہد فاروق صاحب نہایت قابل اور ذہین استاد ہیں۔ وہ ڈبل پی۔ ایچ۔ ڈی ہیں۔ ادارہ کی اضافی سرگرمیوں کو بھی دیکھتے ہیں۔ کانفرنس سیکرٹری کی حیثیت سے ان کا کردار قابل صد ستائش ہے۔ ان کی عدم موجودگی میں اس شعبے کے استاد ڈاکٹر احمد بلال نے تفصیل سے اس شعبے کا تعارف کرایا۔ انہوں نے کہ اچھی کارکردگی کے حامل طلباء اس شعبہ میں مزید تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے دیگر اساتذہ کا تعارف بھی کرایا۔ اس شعبے میں ڈاکٹر محمد اکرم ایک ہر دلعزیز استاد ہیں۔

یہاں ہر طالب علم استاد بننے کے لئے آتا ہے۔ استاد ایک عظیم شخصیت ہے۔ یہ بڑا عظیم پیشہ ہے، اس جیسا کوئی اور پیشہ نہیں۔ یہ پیغمبرانہ صفات کا حامل پیشہ ہے۔ جتنے بھی انبیاء اس دنیا میں تشریف لائے، ان کا فریضہ معرفت خداوندی تھا۔ آپ اس پیشے سے جڑے ہیں، اس لئے آپ کا نام بھی اس فہرست میں لکھا جائے گا۔ یاد رکھیے کہ پوری زندگی کا وقار شخصیت کی خوبصورتی ہے۔ انسانی بننے کے لئے اس میں اعلیٰ اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ اگر آپ شرم وحیا کے پیکر ہیں تو آپ خوبصورت انسان ہیں۔

ڈاکٹر رفاقت علی اکبر

تقریب میں شریک طلباء وطالبات

تعزیتی اجلاس بیادڈاکٹرمحمداقبال ظفر سابق ڈائریکٹر آئی آر جامعہ پنجاب

ادارہ تعلیم و تحقیق کے سابق ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال ظفر مرحوم کی یاد میں ایک تعزیتی اجلاس کا انعقاد زیر صدارت ڈائریکٹر آئی ای آر پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر ہوا۔ ڈاکٹر محمد اقبال ظفر کا انتقال گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد ہوا۔ اس اجلاس میں سابق اور موجودہ فیکلٹی ممبران کے علاوہ طلبہ و طالبات اور مرحوم کی فیملی کے خواتین و حضرات نے بھی شرکت کی۔ تقریب کا آغاز پروفیسر ڈاکٹر احمد بلال کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ ڈاکٹر فرخ منیر نے پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال ظفر کی شخصیت اور تعلیمی خدمات پر تفصیلی اظہار خیال کیا۔

انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر مرحوم نے آئی ای آر میں 1962 سے لے کر 1992 تک کا عرصہ گزارا۔ انہوں نے اس ادارے میں 25 اگست 1962 کو شمولیت اختیار کی۔ انہوں نے اپنے تعلیمی کیریئر کا آغاز بطور سینئر انگلش ٹیچر کی حیثیت سے کیا۔ وہ ہسٹری کے طالب علم تھے۔ انہیں نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان پڑھانے میں عبور حاصل تھا۔ طلبا و طالبات ان کا لیکچر سن کر بہت محظوظ ہوتے۔ وہاں ادارہ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب میں ایم ایڈ میں پہلے سیشن کے طالب علم تھے۔ اراکین کمیٹی نے لوکل فیکلٹی تیار کرنا تھی۔ پہلی کلاس کو انڈیانا یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی پیشکش کی گئی، جو لوگ وہاں تعلیم کے لئے گئے۔ ان میں صرف ڈاکٹر محمد ظفر اقبال واپس وطن واپس آئے۔ انہوں نے ملک کی خدمت کو ترجیح دی۔ وہ 1975تا77 تک نائیجیریا میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ 1977 میں جب واپس آئے تو ابھی دائیں اور بائیں بازو کا تصور چل رہا تھا۔ ایشیا سرخ کے نعرے لگ رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے آئی ای آر میں تدریسی فرائض انجام دینا شروع کر دیے۔ وہ 1977 سے 1991 تک آئی ای آر کے ڈائریکٹر رہے۔ ان میں اسلام اور پاکستان کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ انہیں آئی ای آر میں پی ایچ ڈی کی کلاسسز شروع کرنے کا اعزاز بھی حاصل بھی ہوا۔

ڈائریکٹر آئی ای آر پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر نے ڈاکٹر محمد اقبال ظفر کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم یہاں ڈاکٹر صاحب کی یادوں کو تازہ کرنے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب اپنی ذات میں ایک یونیورسٹی تھے۔ وہ نظریہ پاکستان اور اسلامی کلچر پڑھاتے تھے۔ میں ان کا طالب علم تھا۔ جب وہ نظریہ پاکستان پڑھاتے تو اس دردمندی سے پڑھاتے

کہ طلبا کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ وہ پاکستان کے لیے کچھ کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ وہ ایک بارعب شخصیت اور مردم شناس تھے وہ الفاظ کی تاز ماتی تشریح بڑے اچھے انداز سے کرتے اور ہر روز ڈکشنری سے ایک نیا لفظ تلاش کرتے۔ ہماری زندگیوں پر آج تک ان کے اثرات موجود ہیں، وہ ہم سب کے محسن تھے اور ایک شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتے تھے اور لوگ ان کے سایہ عاطفت میں آکر فیضان حاصل کرتے۔ ڈاکٹر رفاقت علی اکبر نے کہا کہ ڈاکٹر محمد اقبال ظفر کی رحلت صرف انکے کے خاندان کا ہی غم نہیں بلکہ ان کی وفات حسرت آیات پر ان کا ہر عقیدت مند غم زدہ ہے۔ انھوں نے دعا کی کہ اللہ انکے درجات بلند کرے۔

ڈاکٹر مشتاق الرحمان صدیقی

ڈاکٹر مشتاق الرحمان صدیقی نے اپنی تقریر میں کہا کہ میرا استاد شاگرد کے حوالے سے گہرا تعلق تھا۔ وہ بڑے موثر انداز سے کرنٹ ہسٹری پڑھاتے تھے۔ انھوں نے زندگی میں آنے والی پریشانیوں کو بھی بڑی ہمت اور صبر سے برداشت کیا۔ ان کی تین چیزوں سے بڑی پختہ وابستگی تھی۔ جن میں اردو زبان، نظریہ پاکستان اور جدت شامل ہیں۔ وہ اردو کی ترقی کے حامی تھے اور اس بارے میں بڑے پرجوش رہتے تھے۔ وہ ایک حقیقت پسند انسان تھے اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم خالد

ڈاکٹر محمد اقبال ظفر مرحوم میرے بہت ہی محترم استاد تھے۔ اور وہ خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ میں پی ایچ ڈی میں ان کا طالب علم تھا۔ ان کے پیشہ ورانہ خلوص کا اظہار اس مثال سے ہوتا ہے کہ ایک بار ہنگاموں کی وجہ سے کلاسز ختم ہو گئیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ کلاس کو اکٹھا کرو تاکہ میں کل اس کو پڑھا سکوں۔ جب یونین کو خبر ہوئی تو انہوں نے یونین کو سمجھایا کہ یہ سینئر کلاس ہے اس کا حرج نہ کرو، اس طرح یونین کے لوگ وہاں سے چلے گئے وہ طلباء کی خدمت میں پیش پیش رہتے، ایک لفظ سے کئی الفاظ نکالتے اور وہ سبق میں نئے نئے الفاظ کا اضافہ کرتے۔ ان کے بنائے ہوئے نوٹس نسل در نسل چلے انہوں نے ایک اچھا سلیبس مرتب کیا ہوا تھا۔ اسلام اور پاکستانیت ان کی رگوں میں بسی ہوئی تھی۔ وہ اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات نہیں سنتے تھے۔ وہ خوش پوش تھے اور طلبہ کو بھی خوش لباس رہنے کی تلقین کرتے وہ اچھے میزبان تھے، ہمیں ان سے سیکھنے کے لئے بہت کچھ ملا۔

پروفیسر ڈاکٹر ندیم بھٹی

ڈاکٹر محمد اقبال ظفر مرحوم ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ وہ نظریہ پاکستان کے پرجوش حامی تھے۔ وہ کہتے تھے کہ پاکستان ناگزیر تھا ڈاکٹر صاحب کتاب نہیں پڑھاتے تھے بلکہ سبجیکٹ پڑھاتے تھے۔ وہ اپنے نوٹس میں ہر سال اضافہ کرتے، اگر آج وہ موجود ہوتے تو آئی ای آر کیسا ہوتا۔ ہمیں ان کی پیروی کرنے چاہیے۔ وہ باقاعدگی سے کلاس لیتے اور تختہ سیاہ استعمال کرتے۔ وہ اپنے

مضمون کے سمندر تھے۔ ان کا مرکز فیکلٹی لاونج تھا۔ بڑے بڑے استادان کے اردگرد بیٹھتے اور تعلیمی موضوعات پر بڑی پر مغز گفتگو ہوتی، بلاشبہ وہ ایک مثالی استاد تھے۔

ملک محمد امیر

ڈاکٹر صاحب کی اسلام اور پاکستان سے وابستگی مثالی تھی۔ میں نے ان سے نظریہ پاکستان پڑھا تھا۔ جب ایک بین الاقوامی ادارے میں بچوں کو پڑھانے کا مسئلہ ہوا تو انہوں نے مجھے وہاں بھیجا۔ میں نے دو سال کی چھٹی لے کر وہاں پڑھایا۔ میرا لاہور میں آنا اور ملازمت کرنا انہی کی وجہ سے ہے۔ میو ہسپتال میں داخل تھا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ پبلک سروس کمیشن میں جا کر انٹرویو دوں۔ بیماری کی وجہ سے انہوں نے میرا انٹرویو پہلے کرایا۔ میں ہائیر سیکنڈری سکول کا پرنسپل سلیکٹ ہوا تو انہوں نے مجھے یونیورسٹی نہ چھوڑنے کا مشورہ دیا۔ انہوں نے آئی ای آر کے

کا چہرہ سرخ ہو جاتا، وہ کردار کا عملی نمونہ تھے۔۔۔ وہ چیزیں ہمیں آج نظر نہیں آتیں۔ اگر ہم ان کی باتیں اپنے اندر لے آئیں تو یہ ادارہ ایک مثبت تبدیلی کا حامل ہو سکتا ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ لاونج میں بیٹھ کر آئی ای آر کے امور پر تفصیلی بحث کرتا۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

پروفیسر ڈاکٹر احمد شیر اعوان

میں ان کا بہت ہی نیازمند شاگرد تھا اور مجھے ان سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک بار میں کلاس میں دیر سے پہنچا تو انہیں پتہ چل گیا اور انہوں نے بڑے ہی ایک مخصوص انداز میں پوچھا کہ میں کہاں تھا۔ انہوں نے تجویز دی کہ ڈاکٹر ظفر مرحوم کے حالات زندگی پر ایک کتاب لکھی جائے ان کے مضامین پر مبنی فائل میرے پاس ہے۔ جن سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر ارونا ہاشمی

رہی۔ وہ اپنے طلباء کا خیال رکھتے تھے وہ ایک کھرے انسان تھے انہوں انہوں نے ہمیں کرنٹ اس کی پڑھائی ان میں جذبہ حب الوطنی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہمارے گاؤں میں دو سکول ان کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔

منور الیس مرزا

میں اور ڈاکٹر مشتاق رحمان صدیقی تقریباً تین سال تک ان کے طالب علم رہے۔ ہم ان سے سوشل سٹڈیز پڑھتے تھے۔ وہ اپنی خیالات اور رائے کے بارے میں پختہ تھے۔ میرا ان سے کبھی کبھی اختلاف رائے بھی ہو جاتا تھا۔ میرا نظریہ کوالٹی تھا لیکن ان کا کوانٹیٹی تھا۔ میں کم طلبہ کو داخلہ دینے کی رائے رکھتی تھی اور ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ طلباء و طالبات کو داخلہ دیا جائے۔ وہ بڑے بارعب انسان تھے۔ مجھے ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا، وہ بہت شریف النفس انسان تھے۔ کسی کی

ڈاکٹر محمد اقبال ظفر مرحوم کے تعزیتی ریفرنس میں پروفیسر ڈاکٹر ندیم منظور، پروفیسر ڈاکٹر رفاقت علی اکبر، ڈائریکٹر آئی ای آر، پروفیسر ڈاکٹر احمد بلال، پروفیسر ڈاکٹر شاہد سعید اور دیگر مقررین خطاب کر رہے ہیں۔

اساتذہ کی کمی کو دور کیا اور ان کی ترقی کے لیے آواز بلند کی۔ فیکلٹی میں اساتذہ کا کوٹا ان ہی کا کارنامہ تھا

پروفیسر ڈاکٹر ممتاز اختر

وہ ہم سب کے استاد تھے طلبہ کے ساتھ ان کا رشتہ بڑا گہرا تھا۔ وہ ہم سب کے استاد تھے۔ وہ طلبہ کو ٹیسٹ اور انٹرویو کی تیاری کرواتے۔ ان کا شاگردوں

سے بڑا پر خلوص تعلق تھا۔ وہ طلباء کے تھیسز گھر میں چیک کرتے۔ بڑے اچھے میزبان تھے بڑے محب وطن تھے۔ میں آج جو کچھ بھی ہوں ان کی وجہ سے ہوں۔ اگر وہ میرے والد کو نہ سمجھاتے کہ اسے ادارہ تعلیم و تحقیق میں پڑھنے دو تو میں کبھی اس مقام پر نہ آتی۔ وہ میری ہمیشہ رہنمائی کرتے۔ میں نے پڑھنا ان سے سیکھا انہوں نے مجھے کلاس میں پڑھنا سکھایا اور ان کے نوٹس آج بھی میرے پاس ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالقیوم

ان کے شاگرد کی حیثیت سے میرے لیے یہ بات بڑے اعزاز کی بات ہے کہ انہوں نے میرے داخلہ فارم پر سب سے پہلے دستخط کئے۔ میں ان سے نظریہ پاکستان پڑھتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب ایک لیڈر کا کردار ادا کرتے۔ جب نظریہ پاکستان کی بات کرتے تو ان

یہ اعزاز میرے لیے باعث فخر ہے کہ میں ان کی شاگرد ہوں۔ ان کے ساتھ خوبصورت یادیں وابستہ ہیں۔ ان کے بنائے ہوئے نوٹس اب میرے بیٹے کے کام آ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس ایک یادگار ویڈیو موجود ہے جو میں نے سب کو شیئر کر دی تھی۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے مثالی اساتذہ دے جو لوگوں کی زندگیوں کو تبدیل کر دیں۔

راجا منور

آج کے تعزیتی اجلاس میں ہونے والی تقریریں ڈاکٹر محمد اقبال ظفر کی یادوں کو تازہ کر رہی ہیں میرا ان سے بہت قریبی تعلق تھا اور میں ان لوگوں میں شامل ہوں۔ جن کو انہوں نے اپنی شادی پر بلایا۔ وہ شادی بڑی سادہ اور خوبصورت تھی۔ جب سسرال والوں نے کہا کہ لڑکے کو اندر بھیجو تو وہ تھوڑے سے پریشان ہوئے۔ اور ان کا وہ انداز میں ابھی تک نہیں بھولا۔ ہم نے ان کی شادی کی خوشی میں آئی ای آر میں زبردست آتش بازی کی تھی اور بڑی خوشی منائی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

عذرا سعید

وہ میرے باپ، محسن اور استاد تھے۔ انہوں نے ہمیشہ میری سرپرستی فرمائی۔ میں پرائمری سے یونیورسٹی تک ان کے زیر سایہ

برائی نہیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید شاہد

ڈاکٹر محمد اقبال ظفر مرحوم ایسے آفتاب تھے۔ جن کی کرنوں کی روشنی ہر سو پھیلی۔ ان کے ہزاروں شاگرد ان کی سوچ اور فکر کو دنیا بھر میں پھیلا رہے ہیں۔

ادارہ تعلیم و تحقیق کے پلیٹ فارم سے انہوں نے سوچ اور فکر کا کام بڑی محبت سے کیا۔ وہ پیدائشی استاد تھے انہیں بات کو سمجھانے اور ابلاغ کو موثر بنانا آتا تھا۔ وہ کردار کی مجسم تصویر تھے۔ وہ میرے روحانی باپ اور استاد تھے۔ انہوں نے برادری کی تربیت کی وہ ایک گوہر آبدار تھے۔

انہوں نے اپنے شاگردوں کو نظریاتی شعور دیا۔ ان کے شاگرد ان کے مشن کو کمزور نہیں ہونے دیں گے۔ ایسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

خالد گوہیر نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کی یاد میں ایک نظم سنائی۔ ڈاکٹر محمد سعید نے ڈاکٹر محمد اقبال ظفر گولڈ میڈل کا اعلان کیا جو اچھی کارکردگی کے حامل طالب علم کو دیا جائے گا۔

وائس چانسلر جی سی یونیورسٹی ڈاکٹر اصغر زیدی اکیڈمک کونسل کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے

انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، ڈاکٹر محمد عفان قیصر کو شیلڈ پیش کر رہے ہیں

انجینئر پروفیسر ڈاکٹر اطہر محبوب وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کا پروفیسر ڈاکٹر عابد شہزاد کے ہمراہ چینی جامعات میں سکالرشپس حاصل کرنے والے طلباء کے ہمراہ گروپ فوٹو (فائل فوٹو)

چیف سیکرٹری عبداللہ سنبل نیشنل کالج آف آرٹس کے دورہ کے مناظر